رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۶

اخبار ہندوستان بھر میں سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرض کو بجالانے والا اکیلا

یھدی اللہ لنورہ من یشاء

ضوابط

سالانہ عوام سے ۴
شاہی
سے امتیازی قیمت فی
خرات کے اسماء گرامی اخبار کے
پستون کی فہرست میں لکھے جائینگے
علاوہ جو کچھ عنایت کریں خطیہ تصور

مقاصد

(۱) اسلام کی خوبیوں اور برکات
کرنا اور دیگر مذاہب پر اس کی حقیقی
(۲) آریوں اور عیسائیوں کے حملو
کو بچاند
(۳) الزامات کی گرد و غبار کو اسلا
سے بدلائل عقلی و نقلی دور کرنا
(۴) حضرت بانا نانک رحمۃ اللہ
کو سکھ صاحبان میں پہنچانا اور انہیں اسلام کی طرف
دینا ہے۔
(۵) گورنمنٹ برطانیہ کی خیر خواہی۔

مورخہ ۳ جون سنہ ۱۹۱۸ء

KHILAFAT LIBRARY

جلد ۹ | ایڈیٹر شیخ محمد یوسف سابق سوزن سنگھ دوان | نمبر ۱۶

کچھ اپنی نسبت

ماہ اپریل میں ۷۰ وی پی کئے گئے جن میں ۹۰ وصول اور ۸۰ واپس یعنی تقریباً ۶۰ فیصدی وصول اور ۴۰ فیصدی واپس یا یوں کہنا چاہیئے روپیہ سے صرف ۹ روصول ہوئے اب اس سے گذشتہ یعنی ماہ مارچ کی حالت اس سے بھی زیادہ خدوش اور تکلیف دہ رہی مارچ میں دو صد وی پی کئے گئے جس سے ۷۰ وصول اور ۱۳۰ واپس یعنی روپیہ سے ۵ روصول ان کس قدر حوصلہ شکن سلوک ..... لطف یہ کہ ..... پھر وی پی واپس کرنے والوں میں ایسے ایسے مہربان بھی ہیں کہ اگر ان کے اسماء گرامی کا ذکر خیر کیا جائے تو دوست دنگ رہ جائیں دوستوں کی طرف سے یہ حوصلہ افزائی کا سلوک دیکھ کر میں نے مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ اخبار کو بند کر دیا جاوے کیونکہ ان حالات میں اخبار کا چلنا بہت مشکل ہے اور جس صورت میں دوستوں کو نور کی ضرورت ہی نہیں ہے تو زبردستی نور گلے منڈھنے سے کیا فائدہ یہ الگ امر ہے کہ دشمن سے دشمن بھی اس امر کا اعتراف کرے کہ سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کرنے والا تمام ہندوستان میں نور صرف اکیلا ہی اخبار ہے حضرت اقدس کو یہ معلوم ہوا کہ میں اخبار بند کرنے لگا ہوں تو حضور نے مجھے لکھا کہ اخبار بند نہ کرو اور پھر تاکید کی کہ اخبار بند نہ کیا جاوے۔ پھر مجھے مجبوراً اپنا خیال ترک کرنا پڑا۔ مگر سوال یہ ہے کہ ایک طرف کاغذ کی یہ شدید گرانی دوسری طرف دوستوں کی طرف سے یہ حوصلہ شکن سلوک میں کہاں تک ان حالات کا مقابلہ کر سکونگا۔

حضرت میر حامد شاہ صاحب کی تحریک اور دوستوں کی طرف سے فراموشی

حضرت میر حامد شاہ صاحب نے اخبار کی اس خطرناک حالت کو دیکھکر دوستوں کے سامنے یہ سوال رکھا ہے کہ اگر یہاں آدمی بھی ایسے پیدا ہو جائیں جو دس دس روپیہ اعانت نور میں بھیجدیں تو نور ایک حد تک ان خطرات کا شکار ہونے سے بچ سکتا ہے بایں ہمہ حضرت میر حامد شاہ صاحب کی اپیل کو شائع ہوئے چار ماہ ہو گئے مگر کل بارہ روپے صاحب فیلوں کلرک لالہ موسے کا خط آیا جس میں ۱۰ روپے منظور فرماتے ہیں۔ جزاک اللہ احسن الجزاء جناب حکیم صاحب کا خط اسی اخبار کے صفحہ ۱۲ پر ملاحظہ فرماویں گویا اس حساب ۵۰ میں سے سب سے اول حضرت میر حامد شاہ صاحب اور پھر جناب حکیم محمد قاسم صاحب نے اپنا فرض ادا کیا ابھی ۴۸ نام اور چاہئیں دیکھیں ان ۴۸ خانوں کو پر کرنے کے لئے کون کون سے ہمدرد آگے بڑھتے ہیں نور کی اعانت کا یہی وقت ہے ورنہ پھر پچھتانے سے کیا جب چڑیاں چگ گئیں کھیت ؟

امیر و کبیر کا قرضہ اور ایک غریب بھائی

ہم نے ۳ اپریل کے اخبار میں ایک امیر و کبیر شخص کے پرائیویٹ سیکرٹری کا خط درج کیا تھا کہ وہ بجائے تین سال کے ایک سال کا چندہ اور بھی شرائط کے ماتحت ادا کرنا چاہتے ہیں حالانکہ دوسرے اقوام کے ذی مقتدر اصحاب اس ارزے وقت میں حسب ظروف اور دردسے اپنے اعانات کی اعانت کر رہے ہیں وہ اسی سے ظاہر ہے کہ آریوں اور سکھوں کے اخبارات کے بعض ذی مقتدر احباب نے اس نازک وقت میں یکمشت ہزاروں کی رقوم دی ہیں مگر دوسرے طرف یہ امیر و کبیر شخص تین سال کی قیمت دینے سے بھی صریح گریز کر کے صرف ایک سال کی قیمت دینا چاہتا ہے جس نفاوت راہ

تاوقتیکہ منگوانے پر ۳ نمبر مفت نمونہ کے اشتہار سے خط دستخط کے لئے شائع ہوا

از کپتان تابہ جی۔ جب یہ سطور ہمارے مکرم و معظم بھائی شیخ ہاشم صاحب کو جیس یا پچیس روپیہ ماہوار تنخواہ لیتے ہیں کہ نظر سے گذریں گی تو آپ کے دل نے ایک خاص درد محسوس کیا اور اسی وقت یہ خط لکھا جو درج ذیل ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مکرمی معظمی جناب شیخ محمد یوسف صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ جناب کے امیر و کبیر اور بکھو کہا روپیہ کے مالک کارتوں مسطورہ مندرجہ نور پڑھ کر جن خیالات نے میرے دل و دماغ کو حیران اور پریشان کیا وہ لائق بیان اور قابل اظہار ہیں میرا اپنا مذاق تو یہ ہے کہ ہم چو قسم امرا کی طرف توجہ ہی نہ کی جائے اسباب سے سبب زیادہ قوی ہے اور ہمیں بھی اس ذات پاک کا ہزار ہزار شکر کرنا چاہیئے جس نے خدمت دین کی توفیق عطا فرمائی اور سلسلہ احمدیہ کا جتنا احسان مانا جائے تھوڑا ہے جس کی ہدایات پر بقدر استطاعت عمل پیرا ہونے سے ہماری محنت اور کوشش ضائع نہیں جاتی۔ نور کی جتنی قیمت میر صاحب کے ذمہ ہو انشے ہرگز نہ مانگیں۔ بلکہ مجھ عاجز سے پوری کرلیں۔ محض ایک کارڈ لکھدینا کافی ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ موقعہ کسی صورت بھی ہاتھ سے نہ جانے دونگا۔ نور کی بیقدری سے دل اور جگر میں درد پیدا ہوتا ہے۔ اسکی بے وقعتی منظور نہیں ہے ؎ بھاگ ان پردہ فروشوں سے کہاں کے بھائی ۔ بیچ ہی ڈالیں جو یوسف سا برادر ہووے۔ نور میں شکایت کرنیوالوں اور پرچہ نہ لینے والوں کو بجز اسکے کیا کہا جائے کہ یہ بھلے مانس۔ اپنی ذمہ داریوں کو اسوقت تک نہیں سمجھے الا مرحم کرے

ایک سبزی خور کے دلائل

رائے بہادر ماسٹر آتما رام صاحب انسپکٹر آف سکولز بڑودہ اسٹیٹ کے آریہ پتر کا میں لکھتے ہیں:۔

فرض کرو۔ انسان کے سامنے ایک بکری بھیڑ۔ گائے یا مرغی کھڑی ہو۔ قدرتاً کبھی بھی انسان کے دل میں یہ ترغیب نہیں ہوگی کہ وہ ان جاندار وں کے نزدیک انکو کہانیکی غرض سے جاوے یا انکو اپنے نزدیک لاوے۔ لہٰذا گوشت خوری ناجائز

اس کا جواب نہایت آسان ہے کچے آلو۔ کچالو۔ اروی۔ گندم جوار وغیرہ کو قطعاً انسان کا دل نہیں چاہیگا کہ اسوی یا گندم کو سمیت انکے پتوں وغیرہ کے ہی ہڑپ کر جائے تو جس صورت میں اربی آلو وغیرہ کے پکانیکے لئے اس کو خاص طرز سے تراش خراش کے بعد اس میں گھی نمک وغیرہ ڈالکر معجون بنالیا جاتا ہے یہی گوشت کی حالت ہے اگر آپ سمجھ گئے ہونگے

ایک ریلوے حادثہ میں بچوں کی حفاظت

حال میں اوڑ آر کے ایک سٹیشن پر ایک ہولناک حادثہ ہوا یعنی لالہ بیجناتھ صاحب نگم معہ اپنے عیال و اطفال و ملازم و ایک پڑوسی کے لکھنؤ سے روانہ ہوکر سٹیشن کی سمت کے بجائے دوسری طرف اتر پڑے۔ اور پٹری پھاند کر باہر نکلنا چاہتے تھے۔ کہ چھوٹی لائن پر ایک ٹرین آتی ہوئی دکھائی دی۔ ایک عورت یہ دیکھکر سہم گئی اور بھاگ کر بچنا چاہتی تھی کہ انجن کی جھپٹ میں آگئی۔ دوسری عورت اسکو بچانے کے لئے لپکی اور وہ بھی جھپٹ میں آگئی اسپر لالہ صاحب اور دیگر اصحاب بھی دوڑے مگر یہ سب ریل کی زد میں آگئے۔ لالہ صاحب کی بیوی اور والدہ تو فوراً ہلاک ہوگئیں لالہ صاحب و انکے والد اور انکے برادر خورد بھی سخت زخمی ہوئے لیکن مقتول عورتوں کی گود میں دو بچے تھے جو انجن کے آگے کے حصہ میں زندہ چلے گئے۔ اس میں سے ایک بچہ تھوڑی دور چلکر آگے پٹری کے کنارے پر گر گیا۔ دوسرا بچہ کپڑوں میں لپٹا ہوا ہردوئی سٹیشن تک چلا گیا۔ جہاں وہ اس سے نکالا گیا یہ دونوں بچے صحیح سلامت اور زندہ ہیں۔ اور انکے کوئی چوٹ بھی نہیں لگی۔ یہ قدرت کا کھیل ہے کہ ہاتھ پیر والے انسان بھاگ کر فوج سکے مگر معصوم و لاچار بچے زندہ رہ گئے ؛

قحط اڑاکھنڈ کے متعلق ہولناک خبریں

اتنا کہنڈ اندنون قحط کی وبا کس قدر ہولناک تباہی پھیلا رہی ہے اس کا اندازہ ذیل کی چند تازہ خبروں سے ملاحظہ کیجئے جو ایک اخبار میں شائع ہوئی ہیں۔

(۱) لوگ بھوکے مر رہے ہیں۔ گڑھوال کے علاقہ سے اور خصوصاً اتر کاشی بدری ناراین۔ کیدارناتھ اور گنگوتری کے علاقہ سے خبریں آرہی ہیں کہ بھوک سے مرے ہوئے لوگوں کی لاشیں مل رہی ہیں دو عورتیں سڑک پر مری ہوئی پائی گئیں۔

(۲) ایک برہمن نے خودکشی کرلی ؛ ایک برہمن جس کا پریوار بہت بڑا تھا اور بہت خوشحال تھا ظالم قحط کے پنجے میں پھنس گیا کچھ دن تک اس کے ننھے ننھے بچے بھوک سے تڑپتے رہے تین بچے بھوک سے مر گئے اس دردناک نظارہ کو برہمن سہار نہ سکا اور اپنی چھاتی میں بندوق مار کر چل بسا ؛

(۳) بارہ روز کا بھوکا ؛ ایک آدمی بارہ روز کا بھوکا حالت نزع میں پڑا تھا ایک یاتری اس طرف جا نکلا اور اس کی حالت دیکھ اس کے منہ میں پانی ڈالا اور پیار سے کچھ کھانے کو دیا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح کی طبیعت الحمدللہ اب نسبتاً بہت اچھی اور بفضل ایزدی دن بدن روبصحت ہو رہی ہے ناظرین دعا اور درد دل سے دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ حضرت اقدس کو جلد سے جلد کلی صحت عطا فرماویں آمین ؛ نسبت چار میل پیدل سیر کیا۔ ناک کا زخم بھی پہلے کی نسبت اچھا ہے۔

حضرت کا پتہ یہ ہے

باندرا ہل۔ مکان نمبر ۹۳۔ مون جی ناتھو جی بنگلہ باندرا ہل Bandra Bombay

؛ عیسائیوں آریوں اور سناتنیوں نے قحط زدہ علاقوں کو ہوک سے بچانے کے لئے فنڈ کھولے ہیں جن میں ہزارہا روپیہ آرہا ہے مہاتما منشی رام اور لالہ ہنس راج کی اپیل کو لوگوں نے خاص توجہ سے دیکھا۔ مگر مسلمانوں نے بنی نوع انسان کو بھوک کے ہاتھوں بچانے کے لئے تا حال کوئی حرکت ظاہر نہیں کی۔ مسلمان بھی بیچارے سچے ہیں جب یہ خود ہی بھوک کے ہاتھوں تنگ آرہے ہیں تو دوسروں کا کیا کریں۔

پرکاش کا دیالو ریشور

حضرت خلیفۃ المسیح علیہ کی بیماری پر صدقہ کے لئے بکرے قربان کئے گئے اس کے متعلق پرکاش اپنی پرخاش کا اظہار ثبوت دیتا ہے کہ یاد رکھو سو بکروں کے ذبح کرنے سے تم نے اپنے پاپوں کی نرسمت میں اضافہ ضرور کرلیا ہے۔ لیکن مرزا صاحب کو کوئی فائدہ نہیں پہونچایا اس حرکت سے تم نے اپنے آپ کو دیالو پرماتما کی نظر دن میں گرا دیا ہے۔ اٹھایا نہیں، پرکاش کے دیالو پرماتما کی شان تو اسی سے ظاہر ہے کہ انسان خواہ کتنی ہی روپیٹ کر دعائیں پر دعائیں مانگے مگر دیالو ایشور جی مہاراج ایک خونخوار کے دانہ کے برابر بھی قصور معاف کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں اور جب تک سزا نہ دے لیں گے قطعاً نہیں چھوڑیں گے۔ مگر پرکاش کے دیالو پرماتما کے ذرا اور کارنامے ملاحظہ فرمائیے۔ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۵۳ پر پرکاش کے دیالو ایشور کا حکم ہے۔ کہ جو ویدوں کو نہیں مانتا اسے اپنی جماعت اور ملک سے باہر نکالدینا چاہیئے پر گوید بھاش مطبوعہ ۱۹۲۵ء بکرمی صفحہ ۲۷ پر پرکاش کے دیالو ایشور کا یہ حکم ہے کہ جو ویدوں کو نہیں مانتے وہ ہمارے ملک سے باہر ہو جائیں نہ صرف ہمارے ملک سے ہی

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

KHILAFAT LIBRARY

میں نے ڈیرہ اسمٰعیلخان میں کیا دیکھا

اللہ تعالیٰ جزاء خیر دے ہمارے مکرم و معظم دوست بابو محمد عمر دراز خان صاحب کو جو اپنے پہلو میں اسلام کے لئے ایک خاص سوز اور درد رکھتے ہیں آپ نے مجھے وسط مارچ میں لکھا کہ یہاں آریہ سماج کے اجلاس بڑی دھوم دھام سے ہوا کرتے ہیں اور آریہ صاحبان اپنے جلسوں میں عموماً ہمارے پیارے دین اسلام پر چوٹیں کرتے رہتے ہیں اور خصوصاً اس وقت ہمیں بہت ہی شرمندہ اور نادم ہونا پڑتا ہے۔ جب آریہ سماج کے اوپدیشک پلیٹ فارم پر کھڑے ہو کر بہ آواز بلند یہ کہا کرتے ہیں کہ اگر کسی مسلمان کو ہمارے مذہب آریہ پر اعتراض ہو تو وہ بجو نشی پیش کر سکتے ہیں اور اس وقت ہماری شرمندگی کی کوئی انتہا نہیں رہتی جبکہ مسلمان لوگ آریہ سماج کے جلسہ میں برابر موجود ہوتے ہیں مگر کسی کو اعتراض کرنے کی جرأت نہیں پڑتی اور ایک دوسرے کا منہ تاکتے رہ جاتے ہیں۔ پچھلے دنوں کانگریس پارٹی کا جلسہ تھا اب وسط اپریل میں گورنمنٹ پارٹی کا جلسہ ہے اگر آنریبل حمایت اسلام اس تقریب پر تشریف لاویں تو ہمیں عنایت ہوگی۔ میں نے جواب میں لکھا کہ میں حاضر ہوں حمایت اور اشاعت اسلام ہمارا فرض اولیٰ ہے اور یہ فرض ہمیں اپنی زندگی سے بھی زیادہ عزیز ہے آپ سیکرٹری آریہ سماج سے وقت اور مضمون کے متعلق تصفیہ کر لیں تاکہ بعد میں کوئی قباحت نہ ہو۔ بعد تصفیہ مجھے اطلاع دیں انشاء اللہ میں فوراً حاضر ہو جاؤنگا آپ مطمئن رہیں۔ شروع اپریل میں ہمارے مکرم دوست بابو عمر دراز خان صاحب نے آریہ سماج کا اصل جواب بذریعہ ڈاک بیجدیا جس میں یہ مذکور تھا۔ جناب من نمستے! بجواب آپ کے کارڈ مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۱۸ء عرض ہے کہ آپ کے دوست ایڈیٹر نور بڑی خوشی سے مباحثہ میں شامل ہو سکتے ہیں۔ مضمون جو آپ نے لکھا ہے اس پر ہمارا کوئی اعتراض نہیں (مضمون یہ تھا کہ کونسا مذہب عالم گیر ہے اسلام یا آریہ سماج نور) دستخط بحروف انگریزی رائے صاحب لالہ بیلی رام ایم اے (ہون) پریذیڈنٹ آریہ سماج ڈیرہ اسمٰعیلخان۔

اس کے بعد ڈیرہ اسمٰعیل خان کے دوستوں کی طرف سے پے در پے یہ خطوط پہنچے۔ جناب شیخ صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اکثر سناتنی ہندو ہم سے راہ میں پوچھا کرتے ہیں اور زور دے رہے ہیں کہ آپ کو بہت جلد ڈیرہ اسمٰعیل خان میں پہونچنا چاہیئے آپ کا اخبار ہندوؤں کی لائبریری میں دیدیا جاتا ہے اسکول کے طلباء بڑے شوق سے پڑھتے ہیں ہم سے آریہ سماج کے ممبر بھی درخواست کرتے ہیں کہ یہ اخبار نور ہماری لائبریری کو بھی دیا کریں اب آپ ایک پرچہ بہت جلد آریہ لائبریری میں بھیجدیں منصف مزاج آریہ آپ کے اخبار کی داد دیتے ہیں اور خوش ہو کر پڑھتے ہیں آریہ کیمپ میں آپ کے آنے سے کھل بلی مچ گئی ہے۔ ہندوؤں سے لوٹتے ہیں کہ تم اب سماج کو مسلمانوں سے نقصان پہنچانا چاہتے ہو جب ایڈیٹر نور دید کی تردید کریگا اس وقت کیا ہماری اور تمہاری ہردوکی اہانت نہیں ہوگی مگر سناتنی بہت خوش ہو رہے ہیں آپ کے آنے کی تمام شہر میں بہت خوشیاں ہو رہی ہیں تعلیم یافتہ ہندو مسلمان بہت دلچسپی سے انتظار کر رہے ہیں آپ بہت جلد روانہ ہونے کی کوشش کریں دیر ہرگز نہ ہو آج شہر میں سنا ہے کہ آریہ منتری نے ایک سناتنی سے کہا کہ یہ سب ہندوؤں کی ہمدردی ہے کہ ایک زبردست شخص اسلام کا آرہا ہے آنے سے پیشتر مذریعہ تار اطلاع دیں۔ ہمارا آدمی اسٹیشن پر موجود ہوگا، اس کے علاوہ ایک تار یہ بھی کہ بہت جلد ڈیرہ اسمٰعیلخان پہنچ جائیں،

خاکسار ۱۸ اپریل کو بروز جمعرات باجازت حضرت خلیفۃ المسیح قادیان سے بعزم ڈیرہ اسمٰعیل خان روانہ ہوا۔ امرتسر۔ لالہ موسیٰ۔ ملکوال تین جگہ گاڑی تبدیل کرنی پڑی دوسرے روز ساڑھے پانچ بجے شام گاڑی دریا خان کے اسٹیشن پر پہونچی آگے مکرم دوست بابو عمر دراز خان صاحب کا آدمی سٹیشن پر موجود تھا۔ دریا خان سے ڈیرہ اسمٰعیل خان ۱۳ مائل کی مسافت ہے دریا خان سے تانگہ جاتا ہے عموماً یکہ فی سواری اجارہ کرتے ہیں اور سالم کے کم سے کم چار روپے دریائے سندھ راستہ میں پڑتا ہے آج کل کشتیوں کا پل تبا شروع مئی سے ستمبر چلیگا۔ جب ہم نے دریا عبور کیا تو آگے ہمارے مکرم و معظم دوست بابو عمر دراز خان صاحب مع اپنے ملازم کے موجود تھے نماز کا وقت ہو چکا تھا اس لئے تانگہ کو ٹھہرا کر مغرب کی نماز ادا کی اور سٹیشن سے کافی وقت پہلے ہم ڈیرہ اسمٰعیل خان پہنچ گئے۔ بات آرام کیا صبح اٹھکر بعد از غسل کپڑے بدلے قرآن مجید کی تلاوت کے بعد مکرم بابو صاحب نے سیکرٹری آریہ سماج کو یہ رقعہ لکھا۔

مکرم بندہ سیکرٹری آریہ سماج آداب عرض۔ ہمارے مولوی صاحب تشریف لے آئے ہیں مضمون پہلے کیا دیدک دھرم عالم گیر مقرر ہو چکا ہے اب آپ ازماہ کرم مطلع فرماویں کہ ہم مذکورہ بالا مضمون پر بغرض تبادلہ خیالات کسی وقت آپ کے جلسہ گاہ میں پہنچ جائیں اور کتنا وقت دیا جائیگا جواب سے مطلع فرماویں۔

اس کے بعد دو خطوط اور لکھے گئے مگر آریہ سماج کی طرف سے جواب ندارد اور مستیر احظ زور سے لکھا گیا اور آدمی کو کہا گیا کہ جب تک جواب نہ دیں کہڑے رہنا اور بدون جواب لئے ہرگز نہیں آنا۔ رات کے ۱۰ بجے آریہ سماج کی طرف سے حسب ذیل جواب صادر ہوا۔

مکرم بندہ عمر دراز صاحب۔ سنئے ہیں آپ کو اور آپ کے دوسرے آدمیوں کو بھی زبانی کہہ چکا ہوں کہ شہر میں اس مباحثہ کا بہت چرچہ ہو گیا ہے اور پبلک مباحثہ سے خواہ مخواہ جوش پھیلیگا ایسی صورت میں پبلک مباحثہ نامناسب ہے جس وقت پہلے اس بارے میں خط و کتابت ہوئی اس وقت نہ تو آپ کو اور نہ ہم کو یہ خیال تھا کہ عوام میں حد سے زیادہ چرچہ ہو جائیگا اس لئے پبلک مباحثہ مناسب نہیں ہے کیونکہ رات دس سے زیادہ گذر چکی تھی اس لئے ہم نے اس وقت جواب دینا مناسب نہ سمجھا۔ نماز عشاء پڑھ کر سو رہے پہلے روز برادر مکرم چودھری عبدالرحمن صاحب اور مہر خان صاحب اور مولوی سید بہاؤالدین صاحب اور پادری عزیز الدین صاحب ملنے کے لئے تشریف

KUK AFAT LIBRARY

لائے مکرم چودھری صاحب ایک بے تکلف دوست ہیں لگی بیٹی سے واسطہ نہیں سید مولوی بہاء الدین صاحب دو تین دفعہ ملنے کیلئے تشریف لائے اللہ تعالیٰ ان دوستوں کو جزائے خیر دے۔ پادری صاحب تو روزانہ دو دو گھنٹے آکر بیٹھے رہتے تھے مہر خان صاحب نے انتظام جلسہ میں نہایت گرم جوشی اور اخلاص سے حصہ لیا جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

دوسرے روز صبح میں چار بجے ہی اٹھ بیٹھا۔ مجھے روزانہ مسواک کرنے کی عادت ہے اگر میں نہ کروں تو کہا نہیں کہا سکتا اندھیرے میں ہی مسواک کے لئے ادھر ادھر ہاتھ مارنے شروع کیئے اس آہٹ سے ہمارے مکرم دوست بابو عمر دراز خان صاحب بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے کب تلاش کرتے ہیں۔ میں نے کہا مسواک جس کے بغیر مجھے روٹی ہضم نہیں ہو سکتی خانصاحب نے ایک خشک لکڑی ہلکی پھلکی جو پہونک مارنے سے کاغذ کی طرح اڑ جاتی تھی ہم نے اس خشک شدہ لکڑی کو نہایت غور سے دیکھا کہ خانصاحب نے ہمیں یہ خشک اور شیل کارک کی طرح ہلکی پھلکی لکڑی تو اشنے کے لئے دی ہے۔ یا مسواک کرنے کے لیئے۔ ہمارے اس تعجب بھری نگاہ کو دیکھکر مکرم خانصاحب نے کہا کہ اس جگہ ایسی ہی مسواک استعمال کی جاتی ہے آپ ذرا اسے بھگو دیں پھر اس کی داد دیں جب انہوں نے بھگونے کا نام لیا۔ تو مجھے مشملہ کی مسواک یاد آگئی جو بھگونے کے بعد بالکل تازہ ہو جاتی تھی۔ خیر جب میں نے اس مسواک کو پانی میں ڈالکر پندرہ منٹ رکھا تو وہ مسواک کسی طرح ببول وغیرہ کی مسواک سے کم نہ تھی غرضیکہ پھر تو ہمیں اس مسواک کی ایسی چاٹ پڑی کہ ہم لگاتار ڈیڑھ ڈیڑھ گھنٹہ مسواک کیا کرتے نماز اور قرآن مجید کی تلاوت سے فارغ ہو کر ہم نے منتری آریہ سماج کو حسب ذیل رقعہ جواب میں لکھوایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ مکرم بندہ آداب عرض۔ لگاتار انتظاری کے بعد رات کے دس بجے آپ کا رقعہ میں انتظاری میں ملا۔ تبادلہ خیالات کے لئے میں آپ کے سامنے ایک بہترین راہ پیش کرتا ہوں جس سے یہ معاملہ نہایت خوش اسلوبی سے طے ہو جائیگا وہ یہ کہ محفوظ جگہ اور محدود تعداد میں مباحثہ کیا جائے یعنی آپ کی طرف سے اور ہماری طرف سے محدود تعداد تعلیم یافتہ لوگوں کی شامل ہو اس سے نہ جوش پھیلنے کا اندیشہ ہے اور نہ کسی اور امر کا خطرہ۔ ازراہ کرم بہت جلد جواب سے مطلع فرمادیں۔ ہم خوب سمجھتے تھے کہ آریہ سماج کی طرف سے جواب شام سے پہلے جب تک دو چار دفعہ یاد دہانی نہیں کرائی جائیگی۔ نہیں آئیگا۔ اس لئے ہم نے گیارہ بجے گیارہ بجے تک انتظاری کی اس کے بعد خاکسار بابو عمر دراز خان صاحب اور مکرم چودھری عبدالرحمن صاحب پیرزادہ نور حسین صاحب ایم اے ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول کی ملاقات کے لئے روانہ ہوئے۔ آواز دی تو معلوم ہوا کہ مکرم پیر صاحب کھانا تناول فرما رہے ہیں مگر جونہی انہوں نے ہماری آمد سنی کھانا وغیرہ سب درمیان میں چھوڑ کر باہر تشریف لائے اور ہمیں نہایت گرم جوشی اور محبت بھرے الفاظ سے خوش آمدید کہتے ہوئے اندر لے گئے پیر صاحب ماشاء اللہ گریجوایٹ جوان خوش رو اور خوش خو ہیں نیو ہینڈ اور برف سے ہمارے تواضع کی گئی۔ میرے حصہ میں جو گلاس آیا اس کی لمبائی نصف گز سے کم نہ ہوگی مکرم پیر صاحب نے اصل میں اپنے قد کے مطابق وہ گلاس رکھا ہوا تھا مگر شان ایثار

ہم بھی اسی گز سے ماپے جانے لگے اس میں ایک بوتل لائم یوس اور ایک روزنی کی ڈالی گئی تو پھر کہیں جاکر گلاس میں رونق نظر آئی۔ کیونکہ مکرم پیر صاحب نے نہایت محبت اور اخلاص سے وہ گلاس پیش کیا تھا اس لئے اس کا ایک ایک قطرہ ہمارے لئے قابل قدر تھا ہم نے ۳/۴ گلاس تو خوشی سے اور ۱/۴ نہ خوشی سے ہڑپ کیا۔ کیونکہ ہمارے دل میں اس پانی کی اتنی قدر تھی کہ ہم ایک قطرہ بھی چھوڑنے کے لئے تیار نہ تھے اس کے بعد ہم خانصاحب ڈاکٹر محمد عظیم سول سرجن کے ملنے کے لئے گئے ڈاکٹر صاحب ایک سنجیدہ بزرگ ہیں آپ کی ریش مبارک سے یہی معلوم ہوتا تھا کہ سوائے نماز و روزہ کے آپ کو کوئی شغل ہی نہیں ہے اور جب آپ خاکسار اور ڈیئر نور سے بے تکلفانہ اور آزادی سے پیر پیر انگریزی میں بات چیت کرتے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ آپ کو ماشاء اللہ انگریزی زبان پر خاصی قدرت ہے اور سب سے بڑھکر ہمیں ڈاکٹر صاحب کے بچوں کو دیکھ کر بہت خوشی ہوئی جو آداب مجلس سے خوب واقف تھے اور چھوٹے سے چھوٹا بچہ بھی سب سے پہلے السلام علیکم کہنے کے بعد پھر کوئی دوسرا کلمہ زبان سے نکالتا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان بچوں کو خادمان دین بنائے ان ہر دو بزرگوں سے ملاقات کے بعد جب ہم واپس آئے تو ہمارا قیافہ بالکل درست نکلا کہ آریہ سماج کی طرف سے تا حال کوئی جواب نہیں آیا تھا ہم نے دوبارہ یاد دہانی کرائی اور جواب کے لئے آدمی کو بھیجا۔ اس وقت آریہ سماج کا سنا تنیوں سے مباحثہ تھا ہم مباحثہ دیکھنے کے لئے مکرم برادر بابو عمر دراز خان صاحب کے ہمراہ سماج مندر میں چلے گئے آگے آریہ سماج اور اور سناتنیوں سے مباحثہ شروع تھا آریہ سماج کی طرف سے برہم چاری برہمدت* حرف معمولی دھوتی کرتا اور دھوتی پہنے پلیٹ فارم پر کھڑے تھے ان کی یہ سادگی زبان حال سے پکار رہی تھی کہ اسے دنیوی جاہ و جلال سے کچھ وابستگی نہیں ہے اور یہ دنیا کی ہر ایک چیز سے متنفر ہو چکا ہے دوسرے طرف ملتان کے سناتنی پنڈت بیدی کی پوشش پہنے دونوں ذاتی تفریق یعنی برن ہوستا پر بحث کر رہے تھے۔ سناتنی پنڈت جب کہ سنسکرت کا دودان تھا اگر اس کے ساتھ ہی تین اور سنجیدہ بھی ہوتا تو بے شک وہ ایک بے نظیر مناظر تھا۔ مباحثہ ختم ہونے کے بعد میرے دوست بابو عمر دراز خان صاحب ہمیں شہزادہ فضل احمد (کوئی ایسا ہی پہلا سا نام تھا جو افسوس کہ اب مجھے یاد نہیں رہا) اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر و افسر خزانہ کے پاس لے گئے۔ آپ پشاور رہنے والے ہیں۔ اس لئے سب سے پہلے گرم گرم چائے کی پیالی سے ہماری خاطر کی گئی۔ میرے دوست بابو عمر دراز خان صاحب بہت پس و پیش کرنے لگے کہ میں اس گرمی میں چائے پینے کا عادی نہیں ہوں مگر وہاں ان حیلوں بہانوں کو کون سنتا تھا آخر انکو نوش کرنی ہی پڑی یہ دیکھ میں نے تو بغیر حیل و حجت کے اس طرح پیالی کو ہاتھوں ہاتھ لیا جیسا کہ میں پہلے ہی منتظر بیٹھا تھا وہاں ہی سیٹھ رحمت اللہ صاحب سب ڈویژنل افسر بھی تشریف لے آئے آپ بہت ہی خلیق اور ملنسار طبیعت کے ہیں آپ سے ملکر طبیعت بہت خوش ہوئی۔ شہزادہ صاحب کے مکان پر اور بھی کچھ بزرگ تشریف فرما تھے جن میں ایک دو پولیس افسر تھے اور کچھ سول افسوس کے ان کے اسمائے گرامی اس وقت یاد نہیں رہے ان کے حسن سلوک کا نام نشان ادا کرنا اسی اثنا میں ڈپٹی اسمٰعیل خان کے بھی آدمی لالہ گنگا رام بھی

* اس مارکہ کا مرنیا پر ہم چاری کو ملاحظہ کریں۔

KUK ARAT LIBRARY

آگئے جنہوں نے تقریباً آدھ گھنٹہ خاصہ شغل محفل کا کام دیا اس کے بعد ہیں کہنے لگے کہ آپ کے لیکچروں کے لئے میرا بنگلہ حاضر ہے اس میں دو ہزار آدمیوں کی سمائی بہ آسانی ہو سکتی ہے فرنیچر بھی سب کچھ موجود ہے جس کا ہم نے مناسب الفاظ میں شکریہ ادا کیا۔ وہاں سے ہم روانہ ہو کر جب اپنی جگہ پر آئے تو وہاں حاجی خیر محمد صاحب جو نہایت مخلص نوجوان ہے اللہ تعالیٰ اس کے اخلاص میں اور بھی ترقی دے۔ موجود تھے اور جب تک ہم رہے اس مرد خدا نے اپنی دوکان کو بند رکھا اور ہماری خاطر و تواضع میں لگا رہا اور جب میں نے وہاں کے سکول کے لئے اپیل کی جس کا ذکر آگے آئیگا تو اس نوجوان نے سب سے پہلے ۵۰ کی تھیلی پیش کی خدا اس کے اخلاص میں اور بھی ترقی دے اور قومی خدمات کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرماوے۔ ذرا اس نوجوان کے اخلاص کو ملاحظہ فرمایئے مجھے کہنے لگا کہ مولانا اگر آپ ایک دو روز اور ٹھہر جاتے تو میں آپ کے لئے ایک اعلیٰ درجہ کا سوٹ تیار کرتا کہ آپ بہت ہی خوش ہو جاتے آپ نے کئی سوٹ چھپے ہوں گے مگر میری دوکان کا تیار کیا ہوا سوٹ ہمیشہ آپ کو یاد رہتا (انشاء اللہ تعالیٰ) اب میں سردلوں کو اپنے دل کی خوشی پوری کروں گا۔ میں نے نہایت گرم جوشی سے اس کے محض للہ اخلاص کا شکریہ ادا کیا اور کہا سوٹ کیا بلا ہوتا ہے آپ کے اخلاص پر کئی سوسوٹ قربان۔ جیسا تنے موضع میں آریہ سماج کی طرف سے بھی جواب آگیا کہ کسی محفوظ جگہ اور محدود تعداد طرفین کی موجودگی میں ہم مباحثہ کرنے کے لئے تیار ہیں مگر جگہ کا انتظام آپ خود کریں (از سے صاحب بیلی رام دھون دستخط بحروف انگریزی) اس کا ہم نے اسی وقت یہ جواب حسب دیل لکھوا کر بھجوا دیا۔ مکرم بندہ۔ السلام علیکم آپ کا تین خط روانہ بھیجنے کے بعد آپ کی طرف سے صرف ایک گرامی نامہ عین انتظاری میں شرف صدور لایا۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہم نے تبادلہ خیالات کے لئے وعدہ کیا تھا مگر ہمیں یہ معلوم نہیں تھا کہ اس مباحثہ کا اس قدر چرچا ہو جائیگا جب دھرم چرچہ ہے تو چرچہ ضرور ہوگا نور) اس لئے اب ہم پبلک مباحثہ نہیں کرنا چاہتے گویا اب اس صورت میں مباحثہ کرنے کے لئے تیار ہے۔ جب چرچا نہ ہوتا مگر اس سے کون انکار کر سکتا ہے کہ مباحثات اور تبادلہ خیالات میں چرچہ بہت جلد ہو جایا کرتا ہے کیا آپ پہلے اس بات سے ناواقف تھے؟ اگر طرفین متانت اور سنجیدگی سے تحقیق حق کریں تو نہایت خوش اسلوبی سے یہ معاملہ طے ہو سکتا ہے اور قطعاً کوئی بدمزگی پیدا نہیں ہو سکتی باقی اگر آپ پبلک مباحثہ کرنا پسند نہیں فرماتے تو پھر ایک دوسری راہ ہے کہ آپ محفوظ مکان اور محدود تعداد میں تبادلہ خیالات کریں اور یہ ہم آپ کو ایک طرح سے رعایت دے رہے ہیں ورنہ از روئے اصول آپ کو پبلک مباحثہ کرنا چاہیئے۔ چونکہ دعوت آپ نے دی ہے اس لئے ہر طرح سے خواہ پبلک مباحثہ ہو یا محفوظ مکان میں ہر طرح سے انتظام کے آپ ہی ذمہ دار ہیں۔ کیونکہ دعوت آپ نے دی ہے اور جو فریق دعوت دیتا ہے اصولاً ہر طرح کے انتظام کا وہی متکفل ہوتا ہے اور اگر آپ کسی وجہ سے پبلک یا محفوظ مباحثہ سے کنیاتے ہیں تو پھر دوسری صورت یہ ہے کہ آپ از راہ کرم مولانا مکرم کا کرایہ اور ہر جانہ کم از کم مبلغ ۵۰ روپیہ ہے ادا فرماویں کیونکہ آپ ہی کے کہنے پر ہم نے مولانا مکرم کو یہ تکلیف دی اور وہ اپنے ضروری سے ضروری کاموں کو چھوڑ کر یا نصد مائلز کی مسافت طے کر کے یہاں آئے براہ کرم بہت جلد اس کا جواب عطا فرما کر مشکور فرماویں۔

جب ہمارا آریوں کی طرف یہ رقعہ پہونچا تو آریہ سماج کی طرف سے یہ جواب ملا جو درج ذیل ہے۔ مکرم بندہ السلام علیکم جو خطوط آپ نے لکھے اپنی مرضی سے لکھے مگر یہ آخری خط معلوم ہوتا ہے کہ آپ سے لکھایا گیا ہے اس کا جواب ذیل ہے دعوت ہم نے نہیں دی آپ نے خط بھیجا۔ اس کا جواب دیا گیا (۲) بجائے اس کے کہ آپ اس کو وہم چرچہ تصور کرتے آپ کے مسلمان صاحبان میں زور شور سے مشہور ہو گیا کہ اسلام اور آریہ مذہب کا مباحثہ ہے۔ دستخط بحروف انگریزی (از سے صاحب) بیلی رام ایم۔ اے۔ ایل ایل۔ بی۔ بغیر کسی تردد اور دیر کے ہماری طرف سے اسی وقت جواب لکھ کر بھیجا گیا جو درج ذیل ہے۔ صاحب من۔ آداب عرض۔ گرامی نامہ عین انتظار میں شرف صدور لایا عزت افزائی کا مشکور۔ شروع اپریل میں جو خط آپ نے لکھا تھا۔ اس میں جناب کے صاف الفاظ ہیں کہ آپ ایڈیٹر صاحب نور کو بلائیں ہم بحث کے لئے بخوشی وقت دیں گے" یہی دعوت ہے۔ اور اسی کو مذہبی دعوت اور دھرم چرچہ وغیرہ میں شامل یا مدعو کرنا کہتے ہیں۔ ہاں اگر آپ انکار کر دیں کہ ہم نے یہ خط نہیں لکھا کہ ایڈیٹر صاحب نور کو بلائیں ہم وقت دیں گے" پھر ہمارا آپ پر کوئی مطالبہ نہیں ہوگا اور آئندہ کے لئے ہم قطعی خط و کتابت بند کر دیں گے اور جب تک آپ اس امر کے اقراری ہیں کہ ہم نے اپنے خط میں یہ لکھا کہ ایڈیٹر صاحب نور کو بلائیں اور ہم وقت دیں گے" تو اب اس کی دو ہی صورتیں ہیں یا تو وقت دیجئے یا مکرم مولینا صاحب کے آمد و رفت کا کرایہ وغیرہ کے ۵۰ جو نسی صورت منظور ہو اس سے مطلع فرماویں" وہ وقت جاتا اور یہ وقت آتا ہے تا حال آریہ سماج کی طرف سے باوجود یاد دہانی تا حال کوئی جواب نہیں آیا۔ اس کے بعد ہم آریہ سماج کی طرف سے قطعی محروم ہو گئے اور یہ خیال کیا کہ لیکچروں کا سلسلہ شروع کیا جائے۔ پہلے ہمارے دوست نواب صاحب عبدالقادر یا غلام قادر پھٹک یاد نہیں رہا ان کے ہاں جگہ کیلئے گئے۔ انہوں نے کہا کہ پہلے بھی یہاں ایک مولوی صاحب وعظ کے لئے آئے تھے۔ انہوں نے ہمارے بزرگوں کو بہت برا بھلا کہا تھا اس لئے اب ہم تو کسی مولوی کو لیکچر کے لئے جگہ نہیں دیں گے۔ چلو چھٹی ہوئی پھر ہمارے دوست اس کے بھتیجے جناب محمود خان صاحب رئیس سدوزی کے پاس گئے انہوں نے اپنا احاطہ لیکچر کے لئے دینے کے واسطے وعدہ فرمایا مگر جب لیکچر میں ایک گھنٹہ باقی رہ گیا تو انہوں نے انکار کر دیا کہ جب میرے چچا نے جگہ دینے سے انکار کیا ہے تو پھر میں کس طرح دے سکتا ہوں عجیب حالت تھی ایک طرف لوگ لیکچر سننے کے لئے جوق در جوق آ رہے ہیں منادی ہو چکی ہے مگر وقت پر مالک مکان کی طرف سے یہ جواب ملتا ہے کہ جگہ نہیں دی جائے گی۔ حیرت میں تھے کہ کیا کیا جاوے آخر ہمارے مکرم معظم دوست پیرزادہ نور حسین صاحب ایم۔ اے ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول جناب محمود خان صاحب کے پاس پہنچے اور انہیں رضامند کیا۔ پھر کیا تھا آناً فاناً میں وہاں پلیٹ فارم اور فرنیچر وغیرہ آراستہ کیا گیا اور لیکچر کے لئے میر مجلس جناب خان بہادر حاجی احمد یار خان صاحب سدوزئی سابق وزیر اعظم ریاست لس بیلا کو جناب پیرزادہ نور حسین صاحب ایم اے نے تجویز کیا اور حاضرین کی تائید مزید سے آپ کرسی صدارت پر جلوہ افروز ہوئے۔ اور آپ کے زیر صدارت فاکسر کا لیکچر ہوا کہ ایک ہفتہ ہوا کہ ڈیرہ اسمٰعیل خان ۳۰ صفحات کا ٹریکٹ چھپوا کر بالفضل الانبیاء پیغمبروں کے کا نام مہمل الفاظ میں از جنگ بہادر ملنے کا پتہ ایک فرضی نام شفیق ہندا مرتسر شائع اور پرنٹر نے عوام کی نظروں میں اوجھل رہنے کے لئے ایک اردو ٹریکٹ میں انگریزی کا

KOHLAFAT LIBRARY

اپنے پر پردہ ڈالا ہوا تھا جو مندرجہ ذیل ہے:-

Printed by Bhai Bhaler Singh manager & Printer Wazir Hind Press Amritsar Published by Bhai Dalep Singh Amritsar

جس کا ترجمہ یہ ہے بھائی بہادر سنگھ منیجر اور پرنٹر کے اہتمام سے وزیر ہند پریس امرتسر میں چھپکر بھائی دلیپ سنگھ کے لئے امرت سر سے شائع ہوا۔ یہ ٹریکٹ لیکچر سے چند گھنٹے پہلے ہمیں ایک دوست نے پڑھنے کے لئے دیا۔ اور ہم نے اس ٹریکٹ کو سرسری نظر سے پڑھا۔ ہم سے درخواست کی گئی کہ آپ نے اپنے لیکچر میں اس کا ضرور جواب دینا ہوگا۔ ہم نے قرآن مجید کی تلاوت کے بعد سب سے اول آریہ صاحبان کی خط و کتابت سے حاضرین کو آگاہ کیا جس سے حاضرین پر بخوبی ذہن نشین ہو گیا کہ آریہ سماج نے صریح بحث سے پہلو تہی سے کام لیا ہے۔ پہلے روز حاضری تقریباً دو ہزار کی تھی بعد ازاں ہم نے حاضرین کو بابا نانک صاحب کے متعلق ٹریکٹ سے آشنا کرایا اور مزید علم کے لئے اس ٹریکٹ کے حسب ذیل اقتباسات پڑھکر سنائے صفحہ ۲ پر درج ہے

اے میرے رہبر نانک تیرا درجہ پیغمبروں نبیوں۔ رسولوں نجات دہندوں۔ ولیوں۔ ہادیوں رہبروں ریفارمروں اوتاروں کے بیچ میں وہی ہے۔ جو سیاروں میں چاند کا جو ہڑوں تالابوں کوؤں اور چشموں کے پانیوں میں ہائیڈروجن کا بالو ہے تانبے جست کلی اور چاندی وغیرہ دھاتوں میں سونے کا۔ جب تک معمولی پیغمبروں اور رسولوں سے کام چلتا رہا آپ کو دنیا میں آنے کی تکلیف نہ دی گئی لیکن جب مرض لاعلاج صورت اختیار کر گیا تب آپ کو آنے کا ارشاد ہوا آپ نے اس دنیا میں آکر اس خوبی و خوش اسلوبی سے اپنے فرض منصبی کو ادا کیا جو آپ کی شان کے ہر طرح شایان تھا اور جس کو دیکھکر ہر ایک آپ کی ذات والا صفات کا گرویدہ ہو گیا" اگلا حوالہ بہت ہی سخت اور گستاخانہ ہے۔ قلم کو یارا نہیں کہ اسے نقل کرنے کی جرأت کرے مگر نقل کفر کفر نباشد یہ محض اس لئے درج کیا جاتا ہے تاکہ ہمارے لحاظوں میں سونے والے مسلمان بھائی خواب غفلت سے اٹھیں اور دیکھیں کہ کس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات پر جو دنیا میں ہمیں سب چیزوں سے عزیز ہیں کے ذریعہ ہم حیوان سے انسان اور انسان سے باخدا انسان بنے اس بے نظیر اور اس مقدس وجود کی شان میں کس حد سے بڑھی ہوئی دیدہ دلیری اور گستاخی سے کام لیا جاتا ہے چنانچہ وہ اقتباس جسکو پڑھ کو کئی دفعہ میں دیدہ پرنم ہوا حسب ذیل ہے۔

حضرت محمد صاحب ۴۰ سال کی عمر تک عرب کے عام باشندوں کی طرح (نعوذ باللہ من ذالک) بت پرستی کرتے رہے اس عرصہ میں انہوں نے تجارت کے لئے کئی ملکوں کی سیر کی مختلف مذاہب کا مطالعہ کیا اور گذشتہ پیغمبروں کے حالات و واقعات اور ان کی نسبت روایات کو بغور سنا جن کا ذکر قرآن مجید میں بکثرت موجود ہے قرآن شریف میں بھی حضرت کی پہلی عمر گمراہی میں گذارنے کا ذکر ہے"۔ اور بہت سے وظیفہ گار امور اس ٹریکٹ میں درج ہیں۔ اور بری طرح مسلمانوں کے دلوں کو مجروح کیا گیا ہے اور ان کے جذبات کو نہایت بے باکی سے کچلا گیا ہے میں مناسب نہیں سمجھتا کہ ان واقعات کو درج کروں اس لئے میں صرف اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

پیارے دوستو سنو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہمیں اپنی ہمسایہ قوم سکھ صاحبان پر رنج اور واجبی رنج ہے کہ اس نے اپنی ہمسایہ قوم مسلمانوں کے جذبات اور احساسات کی پرواہ نہیں کی مگر سب سے بڑھ کر ہمیں اپنے آپ پر افسوس ہے کہ ہم نے سکھ دوستوں کو حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے حقیقی مسلک سے آگاہ نہ کیا اور حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا جو عقیدت اور اخلاص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے تھا۔ اس سے ہم نے سکھ صاحبان کو بے خبر رکھا ورنہ کوئی وجہ نہ تھی کہ سکھ صاحبان[۴] بہادر متین اور سنجیدہ قوم ہے وہ گورو صاحب کے مسلک اور طریقہ پر دل و جان سے فدا نہ ہوتی۔ یہ دراصل ہمارا اپنا ہی قصور تھا۔ کہ ہم نے پرواہ نہ کی اور انہیں حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال سے آگاہ کرنے سے سستی اور غفلت سے کام لیا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ باہمی ازروگی تنفر اور کشیدگی زیادہ ہوتی گئی اب بھی وقت ہے کہ ہم نہایت ہی محبت اور درد و اخلاص کے ساتھ سکھ اور مسلمانوں کے تعلقات کیسے برادرانہ اور دوستانہ تھے چنانچہ اس موضوع پر دو گھنٹہ سے زیادہ تقریر کی کہ آندھی آگئی اور پھر مجبوراً لیکچر کو ادھورا ہی چھوڑنا پڑا خدا کے فضل سے خاکسار کا یہ لیکچر اس قدر مقبول عام ہوا کہ لیکچر کے بعد شہزادہ صاحب افسر خزانہ۔ خان صاحب ڈاکٹر محمد عظیم خان سول سرجن جناب مولوی حاجی احمد جی صاحب جناب سیٹھ رحمۃ اللہ صاحب سب آنریبل آفیسر جناب میر مجلس خان بہادر احمد یار خان صاحب جناب پیرزادہ نور حسین صاحب ایم اے وغیرہ ہم نے بعد از لیکچر نہایت گرم جوشی سے مبارک باد دی غرضیکہ تعلیم یافتہ گروہ خاکسار کے فضل سے خاکسار کے لیکچر سے از حد خوش ہوا جناب مفتی غریالدین صاحب بی۔ اے انسپکٹر مدارس اور جناب پیرزادہ صاحب ایم اے اور جناب سیٹھ رحمت اللہ صاحب سب ڈیزنل آفیسر یہ دوست جلسہ گاہ سے اٹھکر میرے ساتھ میری رہائش گاہ تک تشریف لائے اور تقریباً ۲¾ گھنٹہ تک میرے پاس بیٹھے رہے۔ اور فرمانے لگے کہ ہماری از حد خواہش ہے کہ کم از کم کل ایک اور لیکچر ہو جائے۔ میں نے کہا کہ میں حاضر ہوں۔ مغرب کا وقت قریب تھا بعد ادائے فریضہ مغرب میں تو لیٹ گیا اور اکثر دوست ملاقات کے لئے تشریف لاتے رہے دوسرے روز صبح ہمارے دل میں خیال ہوا کہ آج ذرا ڈیرہ اسمٰعیل خان کی سیر کرنی چاہیئے۔ میں تنہا اور میرے ساتھ جناب حاجی ضرالدین صاحب ٹیلر ماسٹر پہلے تو ہم نے وہاں کی مساجد کو دیکھا وہاں کی جامع مسجد کے امام جناب مولوی احمد جی صاحب ہیں۔ سنا گیا کہ آپ مکہ شریف میں پیدا ہوئے ہیں مگر آپ کا اصلی وطن ڈھیرہ ہی تھا اس لئے یہاں ہی بود و باش رکھتے ہیں مولوی صاحب علم عربی کے عالم متبحر اور فاضل اجل ہیں۔ جناب مولوی صاحب کے علم و فضل کی وجہ سے وہاں کے تمام علاقہ پر مولوی صاحب کا خاص اثر ہے حتیٰ کہ اعلیٰ حکام بھی آپ کو اٹھ کر تعظیم دیتے ہیں جب میں مسجد میں پہونچا تو مولوی صاحب چند علماء کو حدیث پڑھا رہے تھے مجھے دیکھکر حدیث کا سبق بند کر دیا اور اٹھ کھڑے ہوئے۔

مولوی صاحب کی انکساری کو دیکھکر بے ساختہ میری زبان سے مولوی صاحب کے لئے دعا خیر نکلی۔ کہاں وہ نیم ملاں لوگ جو چار حروف عربی کے پڑھ جائیں اور کسی سے سیدھے منہ بات کے روادار نہ ہوں۔ اور کہاں مولوی احمد جی صاحب کا نمونہ جو علم عربی میں خاص دست رس رکھتے ہیں۔ کل علاقہ آپ کے علم و فضل کا قائل ہے رؤسا اور امراء پر آپ کا خاص اثر ہے مگر مجھ جیسا ایک اجنبی اور مسافر ملنے کے لئے جاتا ہے تو آپ اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ ہاں کسی نے کیا

---

۴ صاحبان کو ان کے گورو مہاراج کی تعلیم سے آگاہ کریں اور اس کی سلمہ تائید محکم سے اس امر کا ظاہر کریں کہ ایام سابق میں سکھوں

KUMLAAT LIBRARY

خوب کہا ہے ؎ جو نخل پر ثمر ہیں جھکا کرتے سر نہیں
سرکش ہیں وہ درخت کہ جن میں ثمر نہیں۔ آپ فرمانے لگے
کہ دراصل اشاعت اسلام تو آپ ہی لوگ کر رہے ہیں۔
اور یہ آپ ہی کا کام ہے کہ اس طرح مرد میدان سینہ سپر ہو کر
سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کرنا اور ان کی ہی کتب مسلمہ
سے ایسے زبردست حوالہ جات پیش کرنا کہ ان لوگوں کا بات
کا بت بنے کھڑے رہ جانا فرمائیے اگر ہم ایسے مفید وجود کی
قدر نہ کریں تو کس قدر ناسپاسی ہوگی میں نے جناب مولوی
صاحب کے اس حسن سلوک کا تہ دل سے شکریہ ادا کیا
اور عرض کیا کہ یہ سب جناب کا حسن ظن ہے ورنہ من آنم
کے من دانم۔ جناب مولوی صاحب نے بہت زور دیا کہ
آپ جمعہ تک یہاں ضرور قیام کریں میری خواہش ہے۔ کہ
جمعہ کو جامع مسجد میں آپ کا ایک لیکچر کرایا جاوے مگر مجھے
اس قدر فرصت کہاں تھی اس لئے مولانا کی خدمت میں
معذرت عرض کی گئی اس کے بعد دوست مجھے مولینا
سید محمد صاحب کے پاس لے گئے آپ بھی ڈیرہ نما کے ایک
جید مولوی ہیں آپ بھی نہایت محبت سے ملے اور فرمانے
لگے کہ میں کل آپ کے لیکچر میں موجود تھا آپ کے لیکچر سے
میری طبیعت بہت خوش ہوئی اب میری خواہش ہے
کہ آج کا لیکچر آپ میری مسجد میں دیں اس مسجد کا صحن
بہت فراخ ہے اور عین بازار میں ہے۔ مگر میں نے
عرض کیا کہ آپ کے الطاف کریمانہ کا شکریہ چونکہ کل کی جگہ
لیکچر کے لیئے مشتہر ہو چکی ہے اس لئے اب دوسری
جگہ مناسب نہیں ہوگی میں نے اللہ تعالےٰ کا لاکھ لاکھ
شکریہ ادا کیا کہ شان ایزدی کل کی بات ہے کہ ہمیں کوئی
جگہ نہیں ملتی تھی اور آج ایک ہی لیکچر ہوا ہے کہ لوگ اس
قدر گرویدہ ہو گئے ہیں کہ ہر طرف سے یہ آوازیں آ رہی
ہیں کہ آپ ہمارے ہاں لیکچر دیں ذالک فضل اللہ اس
کے بعد ہم مولانا سے رخصت ہوئے اور اپنے ساتھی
کو کہا کہ اور جگہ کی بھی سیر کرائیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے
جناب کیپٹن نواب احمد نواز خان صاحب سدوزئی کی خدمت
میں ایک رقعہ دینا ہے آؤ اس طرف سے ہو کر نکل چلیں
سیر بھی ہو جائیگی اور کام بھی ہم نے کہا بہت اچھا سیر کرنی
ہے کسی طرف سے لے چلو ہم تو جناب خان بہادر حاجی
احمد یار خان صاحب کے مکان میں بیٹھ گئے اور ہمارا
ساتھی نواب صاحب کی خدمت میں رقعہ دینے کے
لئے چلا گیا اس وقت خان بہادر حاجی احمد یار خان
صاحب وہاں موجود نہ تھے ان کا صاحبزادہ تھا جن
سے ہم مختلف امور پر گفتگو کرتے رہے اور ایک
گھنٹہ کے بعد ہمارا ساتھی بھی آگیا۔ اور کہنے لگا کہ جناب
نواب صاحب آج بغارضہ پیچش بیمار ہیں وہ خود آپ
کے پاس آتے اور آپ کو بہت بہت السلام علیکم کہا
ہے اور سواری کے لئے گھوڑا بھیجا ہے آپ ازراہ
کرم ضرور گھوڑے پر سوار ہو کر تشریف لے چلیں۔ خیر
ہم اپنے ساتھی حاجی خیر الدین صاحب کے ساتھ جناب
نواب صاحب کی کوٹھی پر پہونچے جناب نواب صاحب کی کوٹھی
نہایت ہی عالیشان ہے ہم قریباً دس منٹ ہی بیٹھے
ہوں گے کہ جناب نواب صاحب اندر سے تشریف
لائے اور ہمیں ملاقات کے کمرہ میں لائے ہم نے
اس وسیع عالیشان کمرہ اور اس کی سجاوٹ کو دیکھکر
کہا کہ اس میں بھلا بے چارے دیسی جوتی کا کہاں گذر ہوگا کیونکہ
میں دیسی جوتا ہی پہنے ہوئے تھا اور عام طور پر میں ایسے
جوتے کو پسند کرتا ہوں اس لئے میں نے وہ جوتا دروازے
پر ہی اتارنا چاہا۔ مگر نواب صاحب نے فرمایا کہ نہیں
جوتا ہرگز نہ اتارنا چاہیے جوتے کے اندر تشریف لے چلیں
میں نے ہر چند اتارنے کی کوشش کی مگر جناب نواب
صاحب زبردستی دیکھیل کر اندر لے گئے نواب صاحب
اب تو ڈپٹی جنلمین ہیں آپ کی گفتگو نہایت ہی شستہ
آپ کی انگریزی بہت اچھی ہے سنا ہے کہ آپ انگریزی لکھنے
اور بولنے ہر دو میں کمال رکھتے ہیں۔ مکرم نواب صاحب
سے دو گھنٹہ مختلف مذہبی امور پر باتیں ہوتی رہیں درمیان
میں قرآن مجید کے گورمکھی ترجمہ کا بھی تذکرہ چل پڑا آپ
نے فرمایا کہ قرآن مجید کے گورمکھی ترجمہ کی طبع پر کس
قدر خرچ آئیگا۔ میں نے کہا کہ آج کل کاغذ شدید گران
ہے میرے خیال میں پندرہ ہزار کے قریب خرچ آئیگا
اس کے لئے آپ نے ایک اپنے معزز دوست کا نام
لیا جو ایک اسلامی ریاست میں زبردست اہدہ رکھتے
ہیں کہ میں ان سے ذکر کر کے قرآن مجید کے گورمکھی
ترجمہ کے طبع کے لئے ضرور کوئی سبیل پیدا کروں گا
مجھے اس کا بہت خیال ہو گیا ہے آپ ہر طرح سے خاطر
جمع رکھیں فرمانے لگے کہ سکھ صاحبان کے متعلق آپ
نے کوئی اور بھی کتابیں لکھی ہیں میں نے پانچ سات کتابوں
کا نام لیا اور عرض کیا کہ سوانح عمری بابا نانک رحمۃ اللہ
علیہ اس وقت میرے ساتھ ہے آپ نے کہا بہت
اچھا آپ وہ سوانح عمری میرے پاس بھیجدیں میں پڑھنے
کے بعد آپ سے کچھ کا پیاں منگوا کر سکھ صاحبان
میں مفت تقسیم کرنے کی صورت نکالونگا غرضیکہ مکرم
نواب صاحب نہایت ہی خلق سے پیش آئے اخبار
کی خریداری کے لئے از خود فرمایا دو گھنٹہ کی گفتگو کے
بعد ہم نے رخصت چاہی اور مکرم نواب صاحب سے
رخصت ہو کر ہم خان بہادر حاجی احمد یار خان صاحب کے
مکان پر آئے جو ماستہ میں پڑتا تھا۔ خانصاحب
کے ساتھ تقریباً دس پندرہ منٹ گفتگو ہوئی خان بہادر
نہایت ہی ملنسار طبیعت رکھتے ہیں میرے
لیکچر میں مجھ سے آپ پندرہ بیس منٹ پہلے پہنچ جایا
کرتے تھے آپ نے اپنا ٹانگہ دیا کہ وہ بہتر ہے
آپ اس پر سوار ہو کر جائیں میرے ساتھ جناب احمد خان
صاحب سدوزئی جو آپ کے بہت ہی قریبی رشتہ دار
اور نہایت ہی خوش خلق نوجوان ہیں۔ عصر تک میں
وہاں رہا آپ کئی دفعہ میرے لینے کے لئے تشریف
لائے اور میرے لیکچر میں سب سے پہلے آپ ہی
کرتے تھے آپ مجھے میری رہائش گاہ پر چھوڑ گئے
میں صبح نماز کے بعد گھر سے نکلا ہوا تھا ۱۰ بجے
گھر پہنچا۔ گھر آکر نہایا کھانا کھایا نماز پڑھی اور لیٹ گیا
ابھی لیٹا ہی تھا پیغام پہنچا کہ جلسہ گاہ میں لوگ بکثرت جمع
ہیں آپ کی انتظاری کر رہے ہیں وقت پورا ہو چکا
ہے چلیئے تشریف لے چلیئے جب میں پہنچا تو مجھ سے
پہلے وہاں کے علماء اور رؤسا موجود تھے ہندال کل
سے بھی زیادہ رونق پر تھا اور جلسہ کی رونق بڑھ رہی
تھی آج کا لیکچر آریہ صاحبان نے اپنے جلسہ میں جو حملات
قرآن مجید اور اسلامی اصولوں پر کئے تھے ان کے
متعلق تھا لیکچر ختم کرنے کے بعد میں نے حاضرین سے
کہا کہ کل اللہ تعالےٰ مین جاؤں گا میرا اخبار لیٹ
ہو رہا ہے ابھی جملہ ختم بھی نہیں ہونے پایا تھا۔ کہ
پنڈال سے سینکڑوں آوازیں آئیں کہ ہم آپ کو کل ہرگز
نہیں جانے دینگے ایک دل چلے نے تو اعلان کر دیا بھی کہ
دیا کہ اگر آپ کا اخبار لیٹ ہو جائیگا تو ہم سارے
ڈیرے والے لیٹ ہو جائینگے مگر آپ کو کل ہرگز نہیں
جانے دینگے۔ ہم نے کہا اچھے بھئی جب اس کے
بعد ہم نے کھڑے ہو کر یہ کہدیا کہ جو کچھ ہم نے کہا ہے
اگر کسی آریہ اور سکھ صاحب کو یا کسی اور کو ہماری
کسی بات پر اعتراض و شک و شبہ ہے تو میری طرف
سے اجازت ہے کہ وہ کل صبح سے لیکر ہمارے
تک میری رہائش گاہ پر تشریف لا دین بخوشی ان سے
تبادلہ خیالات کیا جائیگا مغرب کی نماز کے وقت
جب ہم گھر میں پہنچے تو ہمارے مخلص دوست
حاجی خیر محمد صاحب نے ہمیں عید دیئے کر جناب
مولوی حاجی احمد جی صاحب نے آپ کے اخبار کا
سالانہ چندہ پیشگی بھیجا ہے ہم نے مکرم مولوی
صاحب کا شکریہ ادا کیا۔ صبح کے وقت سے

KHILAFAT LIBRARY

چونکہ ہم نے غیر مذاہب کو موقع دیا تھا کہ وہ آکر اگر کسی بات پر شک و شبہ ہو تو بے شک پیش کریں اس لئے آج ہم صبح سے لیکر شام تک گھر میں بیٹھے رہے ہم نے سمجھا تھا کہ کوئی آریہ یا سکھ دوست آئیگا مگر خدا کے فضل سے کسی آریہ اور سکھ دوست کو تو ہمارے کسی بات پر اعتراض نہ کیا ہاں ایک ویدانتی صاحب سوا اپنے دس پندرہ ہمراہیوں کے تشریف لائے انہیں اپنے علم اور فلسفہ پر بہت ناز تھا فرمانے لگے کہ یہ کیسی بے انصافی ہے کہ قرآن مجید کے اترنے سے پہلے خدا نے مخلوق کو کوئی کتاب نہ دی۔ میں نے کہا پنڈت صاحب ہمارا یہ عقیدہ نہیں ہے ہم تو مانتے ہیں کہ جب سے مخلوق ہے تب سے خدا کا گیان اور جوں جوں زمانہ ترقی کرتا گیا توں توں مخلوق کی استعداد اور لیاقت کے مطابق خدا مخلوق کے گیان میں بھی وسعت دیتا گیا حتی کہ قرآن مجید کے وقت پر خدا کے گیان کا اکمل اور اتم ظہور ہو گیا۔ ویدانتی نے کہا آپ کا یہ خیال ہے کہ روح کو پہلے مکمل گیان نہیں دیا گیا تھا اس کا گیان اور چیتن اور ہوتا تھا پھر بعد میں ترقی ہوئی میں نے کہا ہاں ہمارا یہی عقیدہ ہے نہ صرف یہ بلکہ آپ کا طرز عمل بھی یہی بتلاتا ہے۔ پنڈت صاحب نے کہا کیسے میں نے کہا جب آپ کی عمر پانچ سال کی تھی آپ اس وقت بھی ایسے ہی دودھ دان اور گیانی تھے۔ پنڈت۔ نہیں۔ اب آپ کے علم میں جو اس قدر اضافہ ہوا کیا آپ کی روح نے ترقی کی یا نہیں۔ یہ کہنا تھا کہ پنڈت صاحب کے ہاتھ پاؤں کانپنے لگے یہ حالت دیکھکر آپ کے دوسرے بھائی نے دخل در معقولات دینا شروع کر دیا آپ فرمانے لگے کہ آدمی یہ سرخ۔ سبز۔ سفید۔ زرد آسمانی رنگ کیوں دیکھتا ہے۔ میں۔ اللہ تعالیٰ نے بصارت دی ہے اور بینائی کے ذریعہ یہ چیزیں نظر آتی ہیں۔ پنڈت صاحب رات کو خواب میں جبکہ آنکھیں بند ہوتی ہیں اس وقت تو وقت بینائی اپنا کام نہیں کرتی اس وقت خواب میں یہ سب رنگ وغیرہ کیوں نظر آتے ہیں۔ میں۔ چونکہ انسان کے ذہن میں وہ سب باتیں جو وہ دن کے وقت دیکھتا ہے ہوتی ہیں اس لئے وہی باتیں رات کو سامنے نظر آجاتی ہیں۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ کسی پیدائشی اندھے کو سرخ سبز رنگ کی خواب نہیں آئیگی۔ پس پنڈت تو وہ خاموش ہو گئے اتنے عرصہ میں لیکچر کا وقت بھی قریب آپہنچا تھا۔ لیکچر سے پہلے ہمیں بعض دوستوں نے کہا کہ آج آپ یہاں کے مسلمانوں کو بیدار کرنے کے لئے ضرور ہی اپیل کریں اس جگہ مسلمانوں کی آبادی ہے اشاعت اسلام کے لئے کوئی انجمن نہیں یہاں کم از کم اسلامیہ ہائی سکول ہونا چاہیے تھا مگر صرف پرائمری تک ہے وہ بھی نزع کی حالت میں

آج جلسہ گاہ میں دو روز پہلے سے بھی زیادہ حاضری تھی ہم نے سب سے اول قرآن مجید کی تلاوت کے بعد کہا کہ ہم نے دو روز غیر مذاہب والوں کو موقع دیا کہ اگر کسی دوست کو کوئی شک و شبہ ہو تو وہ میرے ڈیرے پر آکر تبادلہ خیالات کریں مگر خدا کے فضل سے کسی کو جرأت نہیں پڑی۔ مگر اب نہ ہو کہ میرے بعد میں چہ میگوئیاں کریں کہ ہمیں وقت نہیں دیا گیا۔ اس لئے اب میں بیس منٹ دیتا ہوں۔ کہ پانچ پانچ منٹ کی باری کے ساتھ اگر کوئی چاہیے۔ تو اعتراض کرے پنڈال لبالب بھرا ہوا تھا۔ مسلمان۔ آریہ سکھ۔ سناتنی بکثرت موجود تھے مگر خدا کے فضل سے کسی غیر مسلم کو جرأت نہ پڑی اور ہم نے اپیل شروع کی سب سے پہلے ہمارے مخلص دوست حاجی خیر الدین ٹیلر ماسٹر نے ۵۰ روپیہ کی تھیلی پیش کی اس کے بعد دوسرے لوگوں نے بھی صد روپیہ کے قریب ہاتھوں ہاتھ جمع ہو گیا اور جو اسی وقت مستقل چندہ لکھوایا گیا اس کی میزان میرے خیال میں دو اڑھائی سو کے قریب تک پہنچ گئی ہو گی اور اگر وہاں کے دردمند توجہ کریں تو ماہوار چندہ کی میزان اس سے بھی بہت زیادہ ترقی کر سکتی ہے۔ کیونکہ یہ سب غربا کے چندہ کی میزان تھی اور امرا نے ابھی تک حصہ نہیں لیا۔ اگر مسلمان چاہیں تو نہایت ہی آسانی سے اس وقتی چندہ سے مڈل کیا ہائی تک اپنے سکول کو وسعت دے سکتے ہیں اور ایک عالیشان مسلم ہائی سکول کھڑا ہو سکتا ہے مگر اس کے لئے ہمت اور استقلال کی ضرورت ہے اپیل کے بعد لوگوں کے اصرار سے لیکچر شروع ہوا اگرچہ اس روز میرا لیکچر دینے کا قطعاً کوئی ارادہ نہیں تھا کیونکہ پہلے دن لیکچر کے بعد جبکہ حلق گرما گرم تھا۔ لیمونیڈ میں برف ڈال کر پیا گیا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ حلق بیٹھ گیا اور بولتے وقت درد اور خراش ہوتی۔ مگر لوگوں کا اصرار اس قدر زبردست تھا کہ مجبوراً مجھے بولنا پڑا۔ جب میں نے لیکچر ختم کیا تو بھائی حاجی خیر الدین صاحب اور برادر مکرم مہر خان صاحب نے مجھے کہا کہ ذرا آپ بازار تک تشریف لے چلیں میں مخلوق کے کثیر انبوہ کے ساتھ بازار کی طرف بڑھا آگے کیا دیکھتا ہوں کہ جناب کیپٹن نواب احمد نواز خان صاحب کی فٹن کھڑی ہے باوجود میرے اصرار کے مجھے زبردستی اس میں بٹھلایا گیا۔ اور گلے میں پھولوں کے ہار پہنائے گئے۔ میرے ساتھ خان بہادر حاجی احمد یار خان صاحب جناب مولوی احمد جی صاحب اور جناب بابو عمر دراز خان صاحب بھی تشریف فرما تھے اور جناب نواب نامدہ احمد خان صاحب دو گھوڑوں کی باگیں تھامے آگے بیٹھے تھے۔ مخلوق کا اس قدر ہجوم تھا کہ بازار کے ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک آدمی ہی آدمی دکھائی دیتے تھے ہمیں یہ کہا گیا کہ یہ جلوس تمام شہر میں پھرایا جائیگا۔ میں نے ہر چند انکار کیا۔ مگر دوستوں نے کہا اب تو ایک نہیں سنی جائیگی جس طرح ہم کہیں اسی طرح کرنا ہوگا اب مجبور ہیں جگہ کی قلت کہاں تھا خاموشی میں ہی آرام دیکھا اس قدر بھیڑ اور اژدہام مخلوق تھا کہ گاڑی کو ایک قدم چلنا بھی مشکل ہو رہا ہے آگے اور پیچھے لوگ تعین پڑھ رہے ہیں اور زور زور سے اللہ اکبر اسلام کا بول بالا کے نعرے بلند کر رہے ہیں۔ بعض دل چلوں نے تو تالیاں اور پھول بھی پھینکنے شروع کر دیئے جن کو بصد دقت روکا گیا۔ اللہ اکبر کے نعرہ اور اسلام کے بول بالا نے تمام دیر اسمٰعیلیان کو گونجا دیا لوگ دوکانیں چھوڑ چھوڑ کر اور عورتیں کوٹھوں پر سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس جلوس کو دیکھتی تھیں ہر ایک دوکاندار نہایت حیرت اور تعجب سے پوچھتا تھا کہ مولانا کہاں سے تشریف لائے ہیں ہر ایک کے استفسار کا جواب دینے سے ہماری زبان بالکل قاصر تھی آخر آدمیوں کی اس کثرت کو دیکھکر نواب زادہ احمد خان نے بہ آواز بلند کہا کہ مولینا **قادیان** سے تشریف لائے ہیں تو ان استفسارات کے جوابات سے پیر ہماری کہیں جان بخشی ہوئی۔ رات کو خاکسار جناب مولانا مولوی احمد جی صاحب مولوی سید محمد صاحب و مولوی حبیب اللہ صاحب جناب برادر مکرم بابو عمر دراز خان صاحب جناب بابو عمر حیات صاحب خلف بابو عمر دراز خان صاحب کی دعوت جناب مفتی عزیز الدین صاحب بی۔ اے انسپکٹر مدارس کے ہاں تھی مفتی صاحب مکرم اپنے دل میں اسلام کے لئے ایک خاص درد اور تڑپ رکھتے ہیں آپ کی باتیں سنکر ہمیں اپنے محسن مولوی محمد فرید الدین صاحب بی اے پرسنل اسسٹنٹ ٹو دی انسپکٹر جنرل بلوچستان خال انسپکٹر مدارس حیدر آباد دکن کی یاد

KHILAFAT LIBRARY

تازہ ہو گئی جن کے اعانت اور سعی سے مجھے کوٹہ میں دشمنوں کے نرغہ سے رہائی ملی تھی۔ جبکہ میرا ایمان سخت خطرہ میں پڑا مکرم مفتی صاحب اور مولوی فیروز الدین صاحب بی۔ اے کی طرز گفتگو ایک دوسرے سے بہت مماثلت رکھتی تھی رات کے ۱۰ بجے ہم کھانا کھانے کے بعد آئے۔ آگے میرے مکرم و معظم دوست چوہدری عبدالرحمن خانصاحب اور ان کے ساتھ ایک دوسرے دوست جن کا نام مجھے اس وقت یاد نہیں سے ہمارے انتظار میں تشریف فرما تھے مکرم بابو عمر دراز خان صاحب کا ایک ملازم عبدالمجید نامی بجنور کا رہنے والا تھا مگر سرحد میں رہنے کی وجہ سے وہ عموماً کھڑا اردو بولا کرتا تھا جب ہم نے اس سے پانی مانگا تو اس نے پٹھانی لہجہ میں کہا "لو"، اور واو پر اس قدر زور ڈالا کہ ہمیں بھی مجبوراً پانی کے لئے ہاتھ بڑھانے کے ساتھ زور سے "لاؤ" کا لفظ کہنا پڑتا۔ جس سے حاضرین کو اپنی ہنسی ضبط کرنا مشکل ہو جاتا تھا بہرحال دلی کے دوست جس ہمدردی اخوت اور اخلاص سے میرے ساتھ پیش آئے وہ میں انشاء اللہ تعالےٰ بہت دیر تک نہیں بھولونگا اور جب جب بھی وہ مجھے یاد آئینگے تب تب ہی میرے درد مند دل سے ان کے لئے دعائیں نکلینگی۔ بدوں ہماری کسی تحریک اشارہ اور کنایہ کے جن لوگوں نے اخبار نور کی اعانت کے لئے اپنے دست کرم کو بڑھایا ان کے اسمائے گرامی بصد شکریہ درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

جناب مولوی احمد جی صاحب۔	۱۰
چوہدری عبدالرحمن صاحب ۵ پہلے اور ۵ پیر۔	۱۰
جناب محمود خان صاحب کمپونڈر۔	۴
جناب بابو عمر دراز خان صاحب۔	۵/
جناب محمد ابراہیم خلیل خانصاحب تحصیلدار۔	۳/
جناب سردار حافظ غلام یٰسین صاحب اللہ زئی۔	۲
جناب کپتان رسالدار میجر محمد آمین صاحب۔	۳/
جناب سردار عبدالحی خان صاحب تھسویہ۔	۵/
جناب سلطان بہادر شاہ صاحب۔	۴/
جناب نواب زادہ حق نواز خانصاحب۔	۴/
جناب مولوی نور بخش صاحب پیڈر	۵/
جناب بابو عبداللہ خان صاحب ٹھیکیدار رئیس کوٹلہ۔	۴/
جناب حاجی احمد یار خان صاحب۔	۳/
جناب حاجی شاہ نواز خانصاحب سدوزئی۔	۲
جناب میر افضل خان صاحب۔	۵
جناب میاں اللہ داد خان صاحب نندگر	۴
جناب حاجی خیر محمد صاحب۔	۴/
جناب غلام حسین صاحب۔	۲/
جناب مولوی سید بہاؤ الدین صاحب۔	۴/
جناب مولوی احمد علی صاحب بی اے ہیڈ ماسٹر اہلی مش ہائی سکول	۳/
جناب بابو غلام قاسم صاحب۔	۴/

ان کے علاوہ جناب بابو جہاں خان صاحب خلیل (نام ٹھیک یاد نہیں رہا) ۵۔ جناب میرزمان خان صاحب ۵۔ جناب خانصاحب ڈاکٹر محمد عظیم خان صاحب ۴ نے دینے کا وعدہ فرمایا۔ اور کہا کہ یہ رقوم ہم بعد میں وصول کر کے بھیجدیں گے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

ان دوستوں نے از خود بدوں ہمارے کسی تحریک کے اخبار کے لئے یہ اعانت پیش کی۔ اگر انہیں علم ہوتا کہ تمام ہندوستان میں سکھوں اور آریوں میں اشاعت اسلام کے اہم فرض کو بجالانیوالا۔ اکیلا اخبار نور جس کے معرکۃ الآرا مضامین سے مستفیض ہو کر بہت سے بادیہ ضلالت میں سرگرداں ارواح اسلامی نور سے منور ہو چکی ہیں اور ایسے مفید ترین غازی پرچہ کی ہندو سکھوں اور آریوں میں مفت بھیجی جاتی ہیں جس کے اسلامی نور سے منور مضامین کو پڑھ کر لوگ بفضل ایزدی اسلام کے قریب اور قریب آرہے ہیں مگر ایسا مجاہد اور ہندوستان بھر میں اشاعت اسلام کرنے والا اکیلا اخبار اپنی اقل اشاعت کی وجہ سے بہت مشکلات سے اپنی زندگی کے دن پورے کر رہا ہے اگر یہ واقعات ان لوگوں کے سامنے رکھے جاتے تو یقیناً یہ دوست دامے درمے قدمے سخنے نور کی اعانت سے دریغ نہ فرماتے مگر میں نے ایسا کرنا پسند نہ کیا۔ یقیناً ہمارے رد بداد او ہوری رہ جائے گی اگر ہم جناب حافظ عمر دراز خان صاحب رئیس کلاچی کا شکریہ ادا نہ کریں جو دات کو خاکسار کے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ آپ کے لیکچروں نے ہمیں گرویدہ و شیدا بنا لیا ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ کے ساتھ ایسا تعلق پیدا کر دوں جس سے آپ کی یاد تازہ ہوتی رہے مثل مشہور ہے۔ المکتوب نصف ملاقات اس لئے آپ از راہ کرم اخبار نور میرے نام جاری فرما دیں اور ساتھ ہی اس کے میرا منشا ہے کہ اسی طرح کا جلسہ کلاچی میں بھی کیا جاوے اور اگر جناب کو آنے کے لئے تکلیف دی جائے تو فرمائیے کچھ عذر تو نہیں ہوگا۔ میں نے عرض کیا کہ جب آپ یاد فرمائیں گے میں دل و جان سے حاضر ہو جاؤنگا جس طرح سپاہی کا کام لڑنا ہے اس سے بڑھکر ہمارا کام اشاعت اسلام ہے یہ وعدہ لیکر حافظ صاحب مکرم خوشی خوشی ہم سے رخصت ہوئے۔

رات کے گیارہ بج چکے ہیں۔ صبح چار بجے روانہ ہونا ہے اسٹیشن کی جناب چیز مین کہا سنے سے ہیں عموماً بیمار ہو جاتا ہوں بابو صاحب نے کہا کہ ہم آپ کے کھانے کا ابھی انتظام کرتے ہیں اور ان شاء اللہ تعالےٰ صبح ۴ بجے آپ کو تازہ کھانا راستہ کے لئے تیار کرا دیا جائیگا۔ مگر ہم نے کہا خدا مالک ہے اس طرح بیحد معمولی تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں ہے نماز کے پڑھنے کے بعد ابھی ہماری آنکھ لگی ہی تھی کہ حاجی حزالدین صاحب و بھائی شیر خان صاحب نے آجگایا کہ ہم تم حاضر ہے ہماری آنکھیں نیند آلود تھیں مگر سوائے اٹھنے کے اور چارہ ہی کیا تھا اٹھے مسواک کی منہ ہاتھ دھویا نماز پڑھی اور تیار ہو گئے۔ ہم ۸ بجے سٹیشن دریا خان پہنچ گئی۔ گاڑی ۹ ۱/۲ روانہ ہوتی تھی۔ جب ہم گاڑی پر سوار ہوئے تو طبیعت بہت اداس تھی کہ شاہ عالم سٹیشن پر جو دریا خان سے تیرا سٹیشن ہے۔ مکرم معظم مسٹری محمد موسیٰ صاحب جس گاڑی میں بیٹھا ہوا تھا تشریف لے آئے ہم ایک دوسرے کو ایسے تپاک اور گرم جوشی سے ملے معلوم ہوتا تھا جس طرح بارہ برس سے ایک بھائی دوسرے بھائی سے بچھڑا ملتا ہے جن سوامی دیانند صاحب کا یکجا دید بھاشن دیکھ رہا تھا میرے ساتھ ہی دو سکھ بھی بیٹھے ہوئے تھے ایک سب انسپکٹر پولیس تھا اور دوسرا کوئی ریلوے ملازم معلوم ہوتا تھا انہوں نے کہا کہ آپ ہندی جانتے ہیں۔ میں نے کہا کہ میں خدا کے فضل سے ہندی گورمکھی سب جانتا ہوں مجھے حضرت بابا نانک صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے خاص محبت ہے وہ خدا کے بڑے پیارے بھگت تھے۔ یہ کہنے کے بعد ہی میں نے پانچ دس حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے شلوک پڑھ دیئے جس میں حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ نے اسلامی اصولوں کی تعریف اور توصیف کی تھی یہ کہنا تھا سب مسافر میری طرف جھک کر دیکھنے لگ گئے

× بذریعہ منی آرڈر بھیج گئے جزاک اللہ × مذبیہ منی آرڈر بھیج گئے جزاک اللہ

KHILAFAT LIBRARY

اور سکھ صاحبان تو مہاراج ست بچن مہاراج ست بچن کے سوا دوسرا لفظ نہ کہتے تھے یہ عمدہ موقع دیکھ مستری صاحب جھٹ اپنی گاڑی سے درثمین لے آئے اور چولہ صاحب کے متعلق نظم نکال کر سکھ صاحبان کے آگے پڑھنے کے لئے رکھی میں نے جھٹ ان کے ہاتھ سے لیکر پڑھنی شروع کر دی پہلے حوالہ کی تاریخ بیان کی اور پھر نظم سمجھا سمجھا کر پڑھنی شروع کی جب دیکھا کہ سکھ صاحبان کو اس نظم سے خاص انس اور پیار ہو گیا ہے اور اس کے ایک ایک شعر کو گوش و ہوش سے سنتے ہیں چنانچہ ہم نے یہ موقع دیکھ کر ایک سکھ صاحب کے ہاتھ میں نظم دیدی کہ اب آپ خود پڑھیں چنانچہ انہوں نے پھر یہ نظم شروع پڑھنی شروع کی اور وہ سکھ نظم سنکر بہت ہی خوش ہوئے جب کھانا کا سٹیشن آیا تو مستری صاحب کے چھوٹے بھائی محمد عبداللہ جو انجن شد ہیں ملازم ہیں کھانا لیکر آئے جس میں کھیر اور گوشت تھا یعنی ہندو مسلمان کا ملا جلا کھانا تھا ہم نے کھانا شروع کیا وہ کھانا ہم دونوں کے لئے ہر طرح کافی تھا کہ بھائی محمد عبداللہ ایک ڈیل رکابی کھیر کی اور ایک پیالہ گوشت اور روٹی لیکر آگئے چونکہ کھانا بہت لطیف تھا اس لئے مستری صاحب اور ہم نے خوب سیر ہو کر اور الیا مزے لے لے کر کھایا کہ اگر مات کو کھانا نہ بھی ملتا تو پروانہ تھی اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر یہ ادا کیا کہ ہم تو ڈیرہ اسمٰعیل خان میں یہ فکر کرتے تھے کہ یہاں سے کھانا بیکوا کر ساتھ لے چلیں مگر خدا کی ذرہ نوازی دیکھئے مکرم مستری محمد موسیٰ تو ہڈالی سیٹشن پر اتر پڑے اور آگے خوشاب کے سٹیشن پہ ہم نے ایک عجیب تماشا دیکھا دو برہم چاری یہ ہم دت نامی جو ڈیرہ اسمٰعیل خان میں تارک الدنیا نظر آتا تھا خوشاب کے ریلوے سٹیشن پر کوٹ اور پتلون ٹائے ڈاسن کا بوٹ پہنے غرضیکہ آپ ٹوڈیٹ جنٹلمین بنے ہوئے ریلوے سٹیشن پر ٹہل رہے تھے ہم تعجب اور حیرت سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے کہ کیا یہ وہی تارک الدنیا برہم چاری ہے جو ڈیرہ اسمٰعیل خان میں آریہ سماج کے پلیٹ فارم کی زینت تھا غرضیکہ ایک خیال آتا اور ایک جاتا تھا اور ہم کسی صحیح رائے پر نہیں پہنچ سکتے تھے آخر لالہ موسیٰ کے سٹیشن پر دوسری گاڑی لینے کے لئے تقریباً تین گھنٹہ کا وقفہ تھا لالہ موسیٰ کے سٹیشن پر وہی سوٹڈ بوٹڈ برہم چاری نہایت طمطراق سے ٹہل رہے تھے مگر ابھی تک ہم حسن ظنی سے کام لے رہے تھے کہ برہم چاری ہیں مجرد سوٹ بوٹ اور شان و شوکت سمجھ سے باہر آخر ہم سے رہا نہ گیا ہم نے برہم چاری سے مخاطب ہو کر کہا مسٹر کہاں سے تشریف لا رہے ہیں جواب ندارد۔ مسٹر آپ کا اسم مبارک۔ مسٹر آپ کو میرے نام سے کیا۔ میں غلط فہمی دور کرنا چاہتا ہوں۔ مسٹر میرا نام اور غلط فہمی میں آپ کو نام نہیں بتلاؤنگا۔ میں پوچھ کر چھوڑونگا۔ مسٹر برہم چاری حیرت سے میری طرف دیکھ کر آپ کو میرے نام سے کیا غرض۔ میں۔ کیا آپ گورنمنٹ سے تعلق رکھتے ہیں مسٹر برہم چاری۔ ہاں۔ کیا آپ کا نام برہم دت ہے۔ مسٹر برہم چاری ہاں۔ میں۔ کیا گورنمنٹ میں ایسا ہی لباس پہننے کی تعلیم دی جاتی ہے جو آپ کے زیب تن ہے۔ مسٹر برہم چاری نہیں۔ میں۔ پھر آپ نے ایسا سوٹ بوٹ لباس کیوں زیب تن کیا۔ اپنے بزرگان اسلاف کے لباس کی نسبت آپ نے اس لباس میں کیا فوقیت دیکھی۔ مسٹر برہم چاری مجھکا سا ہو کر ابھی میں نے اپنی زندگی کا کوئی خاص مقصد مقرر نہیں کیا ہے میں اوپدیشک نہیں ہوں میں تو صرف آریہ پرتی ندھی سبھا کا اسسٹنٹ سیکرٹری ہوں۔ میں چونکہ آپ ایسی ذمہ دار مذہبی سوسائٹی کے سیکرٹری ہیں اس لئے آپ کی ذمہ داری اوپدیشکوں سے بھی زیادہ اہم ہے۔ مسٹر برہم چاری ابھی میں نے ٹکٹ نہیں لیا ٹکٹ لینے کے لئے جا رہا ہوں (حالانکہ گاڑی آنے میں ابھی ڈیڑھ گھنٹہ باقی تھا) میں۔ بہت اچھا ہماری بابتن ڈیرہ اسمٰعیل خان کا ایک معزز ہندو رام کرشن نامی بھی سن رہا تھا جو جموں میں اپنے بھائی سے جو وہاں ملازم تھا ملنے جا رہا تھا اس نے مجھ سے کہا کہ میں نے برہم چاری کے ڈیرہ اسمٰعیل خان کے سوانگ اور یہاں سوٹڈ بوٹڈ جنٹلمین کی حیثیت سے دیکھکر از حد تعجب کیا تھا آپ کے استفسارات سے وہ اس قدر شرمسار ہوا ہے۔ کہ اپنا پیچھا چھڑانے سوا اسے اور کوئی چارہ نظر نہیں آیا۔ ۱۱½ بجے گاڑی گوجرانوالہ سٹیشن پر پہونچی آگے قبلہ بابو جمال الدین صاحب سٹیشن پر موجود تھے۔ مجھے دو دن کا جگر تا تھا اس غرض کے لئے بھائی مرتضیٰ عبدالرحمٰن صاحب مصری اور مولوی فضل الدین صاحب وکیل وہاں پہنچے ہوئے تھے ہمیں یہی ٹھہرنے کے لئے کہا گیا مگر حضرت صاحب کی علالت طبع کے متعلق وہاں میں سن چکا تھا اس لئے میرے دل نے وہاں ایک منٹ بھی ٹھہرنا نہ چاہا اور دل میں اس قدر بے چینی پیدا ہوئی کہ اگر گورداسپور پانچ بجے کے بعد

قادیان پہنچا اپنا اسباب گھر رکھ سب سے اول حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوا۔ الحمد اللہ کہ میں نے حضرت کی طبیعت کو نسبتاً آرام و صحت میں پایا اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر کیا ڈیرہ اسمٰعیل خان کی مختصر روئیداد حضرت اقدس کی خدمت میں عرض کی حضرت سنکر بہت خوش ہوئے دوست دعا اور درد دل سے دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت اقدس کو جلد سے جلد صحت کلی عطا فرماوے اس مقدس اور مطہر وجود کا سایہ عاطفت بہت دیر تک ہمارے سروں پر رکھے آمین۔

ضرورت ہے ایک رئیس کے بچوں کو پڑھانے کے لئے ایک احمدی ٹیوٹر کی ضرورت ہے جو قرآن شریف اردو فارسی انگریزی سکنڈ مڈل تک پڑھا سکے تنخواہ پچیس روپیہ ماہوار اور کھانا دو وقت درہائشی مکان مفت درخواستیں معرفت ایڈیٹر نور قادیان

اور ضرورت ہے ایک احمدی سید نوجوان عمر ۱۹ سال کے لئے خاندان سادات ہی سے رشتہ کی ضرورت ہے لڑکا خوبصورت نیک سیرت معقول جائداد رکھتا ہے درخواستیں معرفت ایڈیٹر نور قادیان۔

لنڈن میں تبلیغ کے جناب قاضی عبداللہ صاحب لنڈن سے لکھتے ہیں۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب ابھی تک ٹیشور میں ہیں جہاں تبلیغ اسلام میں ہر طرح کوشاں ہیں اور خدا کے فضل سے کامیابی ہو رہی ہے۔ اور تازہ بشارت یہ ہے کہ وہاں کے دو معزز لیڈیوں نے جن کے ساتھ ایک عرصہ سے سلسلہ گفتگو جاری تھا۔ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تحریری تصدیق کی۔ لنڈن میں بھی کام بدستور جاری ہے۔ ایک کا نام مسز ڈانیل ارمی ہے جو لارڈ ہیرس کی مسز سرپ ہے۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے شہر سٹراٹفورڈ اور سوئنٹن کا دورہ کیا۔ اور تائید اسلام پر لیکچر دیئے جو بہت مقبول ہوئے تین جنٹلمین اور تین لیڈیاں مشرف باسلام ہوئیں پہلے نام مسٹر اور مسز ڈوکنال مسٹر ہاپس مسٹر کراکسفورڈ۔ مس فلمنگ مسز ہیگر تھے اسلامی نام عبدالرحیم۔ فرحت۔ جنید۔ سلیم۔ رحمت کبریٰ۔ رکھے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سفر کو بہت بابرکت کیا۔ لنڈن میں بھی کئی لوگ زیر تبلیغ ہیں۔ مباحثات لیکچروں ملاقاتوں اور خط و کتابت کا سلسلہ روز

---

۲ میں نے اس غرض کے لئے گوجرانوالہ ٹھہرنا ضروری سمجھا دوسرے روز وہاں ہمارا آریہ سماج سے مباحثہ تھا

KHILAFAT LIBRARY

بلکہ وہ دنیا کے کسی حصہ میں بھی نہ رہنے پا دیں۔
پھر آریہ بھائی چھٹے اڈیشن صفحہ ۵ پر پرکاش کا دیالو ایشور یہ حکم دیتا ہے کہ جو لوگ ویدوں کو نہیں مانتے انہیں جڑوں سمیت نشٹ کر دو ۔ غرضیکہ ہم پرکاش کے دیالو ایشور کے کارنامے کہاں تک گنتے چلے جاویں وہ لوگ جو جانوروں پر رحم کا شور مچاویں مگر اپنے ہی بھائیوں کے لئے صرف اختلاف ادا پر مذکورہ بالا چونکا دینے والے سلوک کو روا رکھیں یہ رحم اور دیا کی پکار ہماری سمجھ سے باہر ہے۔

مسافر آگرہ کی افسوسناک خبر

مسافر آگرہ لکھتا ہے کہ بمبئی سے افسوسناک خبر آئی ہے کہ بمبئی کے مشہور پارسی بیرونٹ سر دنشا پٹیٹ کی اکلوتی پتری شریمتی رتن بائی ۱۸ اپریل کو مسلمان ہو گئی ہے اور دین اسلام قبول کرنے کے دوسرے ہی دن اس نے بمبئی کے مسلمان پولیٹیکل کام کرنے والے مسٹر جناح سے اپنا نکاح پڑھایا۔

دنیا کی تواریخ اس امر کی شاہد ہے کہ ہر جاتی کی اسریان جاتی کے دہرم کی آخری پناہ ہوا کرتی ہیں اور جب کسی جاتی کا دہرم اس کی دنیویوں کے دلوں میں بھی محفوظ نہیں رہتا تو اس دہرم و جاتی کی خیر نہ سمجھنی چاہیئے۔ شاید سر دنشا پٹیٹ کو بھی اپنی لڑکی کے مسلمان ہونیکا اس قدر افسوس نہیں ہوا ہوگا۔ جس قدر کہ مسافر آگرہ کے ایڈیٹر کو ہوا ہے۔ مسافر آگرہ کے اس حد سے بڑھے ہوئے افسوس میں ہمیں بھی ہمدردی ہے اور مسافر آگرہ سے ہماری ہمدردی کا دائرہ اور بھی وسیع ہوا چاہتا ہے کیونکہ مسافر آگرہ کا مایہ ناز اور یگانہ فخر یہ دیوبھی امروز فردا مسلمان ہوا چاہتا ہے ہم بہت خوش ہوں گے اگر مسافر آگرہ ہمیں ایسی خبریں روز روز سناتا رہے جس سے مسافر آگرہ سے ہماری ہمدردی زیادہ سے زیادہ وسیع ہوتی جاوے

کنیا گورو کل میں ایس ہیڈنگ کے تحت کانپور گرلز لڑکیوں کا تماشہ اپنے ۸ مئی کے اشو میں لکھتا ہے کہ دو بیان کیا جاتا ہے کہ کنیا گورو کل ہاتھرس کے سالانہ جلسہ پر لڑکیاں اپنے جسمانی کرتب دکھلا کر حاضرین جلسہ کو محفوظ کریں گی اور ان کی چھاتی پر پتھر کوٹا جاوے گا اگر یہ خبر درست ہے تو ہم کو گورو کل مذکور کے ذمہ دار اہلکاریوں کی کوتاہ اندیشی پر سخت افسوس ہے۔ ہم لڑکیوں کے ورزش کرنے کے خلاف نہیں ہیں۔ البتہ یہ کسی صورت میں بھی گوارا نہیں ہو سکتا کہ مردوں کے سامنے آریہ کنیائیں اپنی چھاتی پر پتھر کٹوائیں" ہر مونیم باجا بجانے اور گانے کے متعلق کیا خیال ہے۔ امید کہ کانپور گزٹ کے اڈیٹر صاحب اس کا بھی جواب دیں گے

ولایتی اخبار اپنی اشاعتیں جنگ نے کاغذ کے نرخ خود کم کر رہے ہیں اور کاغذ کے گران نرخ نے ولایتی اخبارات کی اشاعتوں پر عجیب و غریب اثر ڈالا ہے۔ لندن ٹائمز کی تعداد پچھلے دنوں ایک آنہ کی گئی تھی اور اب وہ دو آنے سے تین آنے کی گئی ہے اس کا سبب صرف یہ ہے کہ ولایت میں کاغذ بہت مہنگا ہے بلکہ ملتا ہی نہیں۔ کاغذ کی نایابی کو دیکھکر مالکان اخبار نے تجویز کیا تھا کہ یا تو اخبار کو کم کیا جائے یا اس کی اشاعت گھٹا دی جائے یعنی اس کی فروخت محدود کر دیجائے اب مالکان نے آخری فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ ہر روز اخبار کی صرف ایک لاکھ ۳ ہزار کاپیاں شائع کی جائیں اگر اخبار کی مانگ اس تعداد سے زیادہ ہو تو اخبار صرف ان شخصوں کو دیا جائے جن کی نسبت سمجھا جائے کہ ان کو اخبار کی سب سے زیادہ ضرورت ہے گویا اب کاغذ کی کمی کے باعث ولایت میں نوبت یہاں تک آ پہنچی ہے کہ اخبارات اپنی اشاعت زبردستی گھٹا رہے ہیں یہ ایک ایسا نظارہ ہے جس کا خیال کوئی شخص جنگ سے پہلے خواب میں بھی نہیں کر سکتا تھا۔

یہ ان اخباروں کا حال ہے جن کی اشاعتیں لاکھوں تک پہنچی ہوئی ہیں اس سے اندازہ لگا لو کہ آج کل بے چارہ اخبار نویس کن مشکلات سے گذر رہا ہوگا۔

ایک سناتنی کی زبانی کہ صرف اسلام میں ہی مساوات ہے

۱۹۱۸ء کے اشو میں لکھتا ہے کہ ردعیسائی صاحبان میں ذات پات کے لحاظ کے متعلق جو حکایت اب میں سنانے لگا ہوں یہ اور بھی عجیب ہے۔ پہلے میں عملی تجربہ کی بنیاد پر یہ بتا آیا ہوں کہ خالص یورپین نسل کے عیسائی صاحبان ہندوستانی نسل یا مخلوط النسل کے عیسائیوں کے ساتھ ایک پارٹی میں کرکٹ تک کھیلنا گوارا نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اس سے ان کی ذات بگڑتی ہے اہل اسلام میں یہ بات نہیں ہے وہاں جس قوم یا جس مذہب یا جس ملک کا بھی کوئی آدمی ہو جب وہ خط اسلام میں داخل ہو جاتا ہے اس وقت وہ ان کے ساتھ برابر رتبہ پر آجاتا ہے اور اس سے کسی قسم کا پرہیز نہیں کیا جاتا تھا۔

بے شک یہ امر واقعہ ہے کہ اس نیلگوں آسمان کے نیچے اگر کوئی مذہب بنی نوع انسان کو مساوات دیتا ہے تو وہ صرف اسلام ہی ہے جس کا ڈنکا بج رہا ہے۔

اکرمکم عند اللہ اتقاکم

آریہ پتر پربھی کا سیخ پا ہونا

ہم نے گذشتہ اشو میں یہ لکھا تھا کہ آریہ سماج سیالکوٹ نے ۲۶ ہزار سیگھوں کو برائے نام آریہ تو بنا لیا نگران کے ساتھ رشتہ ناطہ کرنے کے لئے تیار نہیں اس پر سیالکوٹ سے دور بیٹھا ہوا آریہ پتر پربھی بہت سیخ پا ہو رہا ہے اور ہمیں اندھا دھند کوس رہا ہے بات صاف دہرم پال۔ منتیہ دیوشاستری سروپ وغیرہ سلانوں سے آپ یہ بنے کیا آریہ سماج نے ان کے ساتھ رشتہ ناطے کا تعلق پیدا کیا جس صورت میں وہ ایسے لوگوں کے ساتھ بھی جن کے اسمار تے پہلے پنڈت کا لفظ بڑے فخر سے لگاتے ہیں رشتہ ناطہ کرنے کے لئے تیار نہیں تو بھلا وہاں سیگھوں یا اور لوگوں کو کون پوچھتا ہے۔

بانیٔ اسلام کی شخصیت

لائل گزٹ لکھتا ہے ایک سکھ معاصر کی نظر میں کہ حضرت محمد صاحب سے پہلے عربوں کا کیا حال تھا؟ کیا حضرت سے پہلے تاریخ دنیا میں عربوں کا کبھی ذکر آیا اور کیا یہ حضرت کی شخصیت اور ان کے مذہب کا اثر نہ تھا؟ کہ قریباً تمام دنیا کو عربوں نے فتح کر لیا۔

بے شک ہمصاحب لائل گزٹ کا لکھنا بالکل درست ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شخصیت بہت زبردست تھی تبھی تو شری گورو نانک دیو جی مہاراج نے جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۱۴۱ میں یہ کہا ہے۔

پاک پڑھیو کلمہ ایدا محمد نال ملائے
ہو یا معشوق خدائیدا ہو یا نل الہیہ

درخواست دعا

خاکسار کے ماموں مولینا محمد نواب خانصاحب ثاقب (مالیر کوٹلوی) جو جماعت احمدیہ میں کسی میری معرفی کے محتاج نہیں کئی مہینوں سے مبتلائے بخار ہیں مالیر کوٹلہ سے آئی ہوئی تازہ اطلاع سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی طبیعت زیادہ ناساز ہے میں احباب سے نہایت الحاح کے ساتھ درخواست کرتا ہوں کہ ثاقب کے لئے درد دل سے دعا کی جاوے کہ شافی مطلق آپ کو صحت عنایت فرماوے آمین۔ خاکسار محمد خان شہاب مالیر کوٹلوی
اسسٹنٹ ایڈیٹر الفضل قادیان

محض خدا کیلئے دردمند اوانس کی پکار پر

مکرم حکیم محمد قاسم صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ لالہ موسے لکھتے ہیں کہ۔ مجھے آپ کی ذیل بیداری اور اخبار نور کی مالی مشکلات سن سن کر وہ تڑپ و سوز جو میرے دل میں محسوس ہوا بعد از دعا حوالہ کرتا ہوں ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ذرہ بیمقدار کی آواز پر جو درد سے بھری ہوئی ہے قبولیت کا اثر ڈال کر قوم کی توجہ کو اس طرف پھیر دے اور صاحب ذیمقدرت اصحاب ہی نہیں بلکہ ہر ایک احمدی کو اس خدمت میں جو اسلام کی ہے کرنے کی توفیق عطا فرما دے آمین۔ پیارے دوستو یہ محمد یوسف ایڈیٹر اخبار نور جانتے ہو کون ہے یہ ہمارے آقائے نامدار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نیم شبی دعاؤں اور اس قلق و درد کا پھل ہے۔ جو اس پاک مطہر انسان کے قلب میں اپنی ہمایہ قوم سکھ و آریہ کو اسلام سے دور پاکر پیدا ہوا تھا اور جس کی سوز و گداز آہ و زاری نے عرش جلیل پر دامن فریاد پھیلا رکھا تھا جس کے ہمراہ حاملان عرش بھی اسلام کی ڈوبتی ناؤ کو دیکھ دیکھ رونے والے کے ہمراہ رو رہی تھی۔ آخر اس کی فریادوں نے رنگ قبولیت اختیار کیا اس کی دعاؤں نے خلوت استجابت بارگاہ سے پایا اور سمن سنگھ محمد یوسف ہو کر محمد یوسف کا غلام بن کر نمودار ہوا اب کیا تم چاہتے ہو کہ اس پاک و مطہر انسان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح آستانہ الوہیت پر پہونچکر یہ کہے کہ وہ جسے میں نے حضور سے سکھ اور آریہ قوم کے واسطے مانگ کر لیا تھا۔ جسے حضور نے سکھوں اور آریوں کے لئے شیر بنا کر بھیجا تھا تاکہ وہ تیرے نور کو ان لوگوں میں پھیلائے جو اسلام سے دور پڑے ہوئے ہیں۔ آج میری قوم جس نے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا اقرار کیا تھا چند پیسوں کے واسطے اس میری کمائی کو جو میں نے خون جگر کھا کر تجھ سے حاصل کی روائیگاں کر رہی ہے اور بجائے امداد الٹا نقصان پہنچا رہا ہے پیارے بھائیو اس شرمندگی سے بچنے کی کوشش کرو۔۔۔۔۔

اور اس روش کو چھوڑ دو دیکھو کیا یہ اس کے بہترین اخلاص کا ثبوت نہیں ہے کہ اس نے جاہ و حشمت اور عزت و حرمت کو چھوڑ کر ایک غریب قوم میں شامل ہونے کو ترجیح دی اور اس دنیاوی وجاہت کو ایک پیسہ کے برابر بھی نہ سمجھا اور پر واہ نہ کی کس طرح اسلام پر قربان ہو گیا اس چھوٹی عزت کو چھوڑ کر حقیقی عزت کا شیدا ہوا یہ محض خدا کا فضل اور مسیح علیہ السلام کے دعا کا نتیجہ ہے اے قوم تو وہ کام کر جس عرض و غائیت سے اللہ تعالیٰ نے سمن سنگھ کو سکھوں سے نکال کر ایک مرسل کا سچا خادم بنایا ہے وہ پوری ہو اور اس کے ساتھ اس کی قوم بھی اسلام کے نور سے منور ہو کر دوش بدوش اللہ اکبر کا نعرہ بلند کرتی ہو۔

جس کے لئے ایڈیٹر نور کے دل میں خدا نے ایک خاص درد دیا ہے اور جن میں نہایت خلوص قلب اور صدق نیت سے وہ ذات اسلام کے اہم فرض کو کما حقہ بجا لا رہا ہے۔

میں حضرت میر حامد شاہ صاحب کی آواز پر لبیک کہتا ہوں ایک مبلغ پانچ روپیہ کا دی پی ۱۷ مئی کو اور دوسرا پانچ روپیہ کا ۱۷ جون کو کر دیں۔

خاکسار حکیم محمد قاسم سیکرٹری انجمن احمدیہ لالہ موسے

خالص شہد کے چشمے

جن صاحبان کو براہین میں بیل منی خالص شہد کے چشموں کی ضرورت ہو ان اللہ تعالیٰ اصلی چیز اور باکفایت ارسال کیجائیگی اور جو صاحب ڈاکٹروں سے نگاہ معائنہ کروا کر اور نسخہ حاصل کر کے چشمے طیار کروانا چاہیں وہ نسخے بھی تیار کر کے بھیجے جا سکتے ہیں۔ عینک کے متعلق ہر قسم کا سامان ارسال کیا جا سکتا ہے مال نہایت باکفایت ملے گا۔

ملنے کا پتہ عبدالرحیم احمدی ممتحن چشمہ بلیلی خانہ دہلی

ہر ہما میں نور کی کرنیں

مکرم بھائی برکت علی صاحب مقام نیوہ ضلع مگھیانہ سے لکھتے ہیں۔ مکرم معظم جناب شیخ مولوی محمد یوسف صاحب ایم اے بیان بھائی گنگا سنگھ خالصہ دھرم کا پرچارک ہے اور پروم میں رہتا ہے اور سب جگہ کا دورہ کرتا ہے۔ مہینہ میں ایک دفعہ ایمان جاؤں۔ نیوہ میں جن میں تین میل کا فاصلہ ہے آیا کرتا ہے جب پہلی دفعہ ایمان جاؤں میں آیا تو اس کے پرچار پر میں اور منشی نواب خان ہیڈ کنسٹبل آف ایمان جاؤں گئے اس کے پرچار کا ہیڈنگ یہ تھا (سچائی کی تلاش) ہم دونوں احمدیوں نے سن کر خوشی ظاہر کی اور عرض کیا کہ اگر آپ صاحب سچائی کے خواہاں ہیں تو برائے شفقت کچھ ہم سے تبادلہ خیالات بابا نانک یعنی سکھ دھرم کی بابت کیا جاوے چونکہ ہم بھی سچائی کے خواہاں ہیں اگر سچائی کا پلہ آپ کی طرف رہا تو ہم بخوشی سچائی کے سامنے سر جھکا دینگے۔ گنگا سنگھ گرنتھی نے مجھ سے کہا۔ جبکہ میں صرف اکیلا اسکے مکان پر تھا کہ نور یعنی محمد یوسف کسی قافلہ پر چارک کے ساتھ نہیں آتا جو ہفتہ ٹھہرتا رہتا ہے۔ اگر وہ سچا ہے تو ہمارا اسکو چیلنج ہے کہ جو انہوں نے اپنے اشتہار میں۔ (جو کہ ہماری ہی طرف سکھوں میں تقسیم کیا گیا تھا) یہ لکھا ہے کہ گرنتھ میں یہ شلوک ہے (ماشش کا کا مایہ) اسکا غلط ہے۔ گرنتھ میں نہیں ہے۔ اسی بات چیت میں بھائی گرنتھی خوب گرم ہوئے اور فوراً پنسل لیکر آپ کی طرف چیلنج لکھنا شروع کر دیا۔ جب لکھ چکے تو میں نے عرض کیا کہ ڈیرہ تو دور ہے اس جگہ ہم دو احمدی ہیں پھر ابھی میں اکیلا آپ کے سامنے بیٹھا ہوں آپ پہلے میرے سوال کا جواب دیں میں آپ کے سوال کا جواب تمہاری مرضی کے مطابق دونگا اور اس جگہ فیصلہ ہو جائیگا اگر میں نے آپکے سوال کا جواب نہ دیا تو پھر چیلنج محمد یوسف کی طرف روانہ کر دیا جائیگا اگر آپ میرے ہی سوال کا جواب نہ دے سکو گے تو پھر محمد یوسف کے سامنے آپ کی چیلنج کی کیا وقعت ہو گی۔ سوال جواب شروع ہوا مختصر یہ بھائی گنگا سنگھ میری جرح کو توڑ نہ سکا اور شلوکوں کا غلط اور غلط ترجمہ کر کے اپنے دلائل پیش کرنے لگا۔ میری طرف سے کہا گیا۔ آپ شلوکوں کا ترجمہ کسی زبان میں کریں شلوک پنجابی زبان میں ہیں۔ میں بھی پنجابی آپ بھی پنجابی دونوں اپنی مادری زبان کو سمجھ سکتے ہیں آپ شلوکوں کے ترجمہ کو نہ بگاڑیں پس گرنتھی صاحب کب مانتے ہیں۔ ماننے سے تو مشکل بنتی ہے حاصل حاصل کلام انہوں نے اسطرح پیچھا چھڑایا کہ یہ شلوک گرنتھ میں نہیں ہیں اور ہم سکھی ہماری مذہبی کتاب نہیں ہے ہم نہیں مانتے اور سکھوں کو خوب گرم کیا۔ بس کہی بھائی گنگا سنگھ اور کبھی سرائن سنگھ وعظ خوش الحانی سے مجلس کو خوش کرتے تھے۔ تقریباً ہر مذہب ملت کے پیروکار شامل تھے جن میں دو غلام مسیح موعود بھی یعنی اس مجلس میں اپنی وقت کا انتظار کر رہے تھے کہ ابھی ابھی ہمیں موقع دیا جاتا ہے ابھی ابھی موقع دیا جاتا ہے پس اسی تگ و دو میں دن غروب ہو گیا اور عین نماز کا وقت قریب ہوا اور بھائی سرائن سنگھ صاحب کبھی کبھی ہم دونوں کی طرف دیکھ رہے تھے کہ اچانک بھائی صاحب سرائن سنگھ نے سب مجلس کے روبرو اپنی جان اس تکلیف سے چھڑانے کے لئے اپنے لہجہ کا رنگ اسی طرح بدلا کہ سن لو۔ سب مجلس اور مذہب اور ملت والو غرضیکہ سب مذہبوں کا نام لیکر اس طرح گویا ہوئے جو کسی دوسرے سوسائٹی کا ممبر کسی دوسری سوسائٹی کے وعظ میں جا کر اسی سوسائٹی کے مذہبی عقائد میں دخل دیتا ہے وہ بناوٹ فساد ہے یعنی وہ فساد کرنا